رجسٹرڈ ایل نمبر

بعہد خلافت ثانیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شایع ہوتا ہے

بشارت دی کہ اک بیٹا ہی تیرا
جو ہو گا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس منہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہی اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

مطبوعہ سنہ ۱۹۰۱ء

نور

قادیان

پروپرائٹر و ایڈیٹر
عاجز قاسم علی احمدی

خزانہ کتب بریہ ہی مملوکہ صدر انجمن احمدیہ
تاریخ ... علد ...
نمبر ...

KHILAFAT LIBRARY

جلد اول | ۷ | ۷ اکتوبر سنہ ۱۹۱۵ء مطابق ۲۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۳۳ھ یوم پنجشنبہ | نمبر اول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدیہ جماعت کے عقائد

۱ - اللہ تعالےٰ ایک ہی - کوئی شخص اسکی ذات یا اسکی صفات یا اسکے اسماء ... ہو سکتا ہی - ۲ - ملائکہ کا وجود ... یا اسکی عبادتمیں نہ اسکا شریک ہی نہ شریک ... اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے ہر ملک ... برحق ہی - ۳ - خدا تعالےٰ قدیم سے ... ہم سب نبیوں کی صداقت کی قائل ... اور ہر قوم میں ہی مبعوث فرماتا رہا ہی اور ... ہیں - جن نبیوں یا کتب کا قرآن میں ذکر ہی انپر فرداً فرداً اور جنکا ذکر نہیں انپر بحیثیت مجموعی ایمان رکھتے ہیں - ۴ - ہماری کتاب قرآن کریم اور ... ہمارا نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ... و خاتم النبیین ہیں - ۵ - الہام کا دروازہ ہمیشہ سے کھلا ہی اور ہمیشہ کھلا ... لا رہیگا - خدا تعالےٰ کی کوئی صفت معطل نہیں ہوتی جیسا وہ پہلے بولتا تھا اب بھی اپنے نیک بندوں سے کلام کرتا ہی اور کرتا رہیگا - ۶ - ہمارا ایمان ہی کہ قرآن کریم کا بیان کردہ مسئلہ تقدیر حق ہی اور یہ بھی کہ اللہ تعالےٰ دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہی اور دعاؤں سے عظیم الشان امور حل ہو سکتے ہیں - ۷ بعث بعد الموت کے ہم قائل ہیں - اور ہمارا یقین ہی کہ دوزخ و جنت اپنی تمام کیفیات سمیت جو قرآن کریم و احادیث میں مذکور ہیں حق ہیں - اور یہ کہ حشر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شفیع ہونگے - ۸ - ہمارا یقین ہی کہ جس شخص کی آمد کی انبیائے سابقین نے مختلف ناموں سے خبر دی تھی اور قرآن کریم نے سورۂ جمعہ میں وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ الخ میں جسکی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بعثت ثانیہ فرمایا ہی اور جس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح نبی اللہ اور مہدی رکھا ہی وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں اور آپکے سوا کوئی اور شخص مسیح موعود نہیں - ۹ - ہمارا یقین ہی کہ قرآن کریم ایک مکمل کتاب ہی جسکے بعد کسی اور نئی شریعت کی قیامت تک ضرورت نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے کمالات کے جامع ہیں اور آپکے بعد کوئی شخص سوائے آپکی کامل اطاعت اور آپکی شاگردی کے اعلیٰ کمالات حاصل کرنے تو الگ رہی مومن بھی نہیں ہو سکتا - پس ہم اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ کوئی شخص پچھلے نبیوں میں سے دوبارہ اس دنیا میں بھیجا جائے کیونکہ اسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں کمزوری ماننی پڑتی ہی بلکہ ہمارا یہ یقین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی امت میں سے آپکے ہی فیض اور قوت قدسیہ کے اثر سے ایک شخص نبوت کا درجہ بھی پا سکتا ہی - لیکن آپکے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو کوئی نئی کتاب لائے یا جس نے نبوت کا درجہ براہ راست بلا اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پایا ہو کیونکہ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تامہ کاملہ کی ہتک ہی اور یہی ختم نبوت کے معنے ہیں اور یہی وجہ ہی کہ ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ فرمایا اور دوسری طرف آنیوالے مسیح کو نَبِيُّ اللّٰهِ کہکر یاد فرمایا ہی جسکے مطابق ہمارا ایمان ہی کہ امت محمدیہ میں سے ایک شخص مسیح موعود نے اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں درجہ نبوت حاصل کیا ہے - ۱۰ - ہم معجزات انبیاء کے قائل ہیں جن کا اصل نام قرآن کریم کے محاورہ کے مطابق آیات اللہ ہے - اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالےٰ ہمیشہ اپنے جلال کے اظہار اور اپنے مرسلوں کی صداقت کے اثبات کے لئے اپنے رسول کے ہاتھ پر ایسے نشانات دکھاتا ہی جو انسانی طاقت سے بالا ہوتے ہیں -

ہدایات ۱ - غیر احمدی کے پیچھے نماز قطعی حرام ہی - ۲ - غیر احمدیوں

ضروریات سلسلہ کیلئے چندہ بحیثیت چندہ وغیرہ ہر ۱۰ - ساکنان قادیان ماہ رجب ہر ۱ - ساکنان مرکز قادیان ماہ صفر ہر ۵ - ضروریات سلسلہ کیلئے چندہ بحیثیت چندہ وغیرہ ہر ۱۰ - ساکنان قادیان ماہ ربیع الثانی ہر ۱ - خلیفۂ وقت کی بیعت فروری ہر ۱۰ - غیر احمدیوں کو اخبار نور کی کاپی مفت نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تخت گاہِ خلافت

ایوانِ خلافت حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نصرہ کی طبیعت آج ۵۔ اکتوبر کو اچھی ہے۔ حضور اپنے اوقات گرامی کا بہت سا حصہ انگریزی ترجمۃ القرآن کیلئے خرچ فرماتے ہیں۔ امید کیجا سکتی ہے کہ دسمبر تک ایک پارہ تیار ہو جائے۔ اردو ترجمہ ایک پارہ ہی اگر جلسہ پر تیار مل سکے تو بڑی خوشی کی بات ہے۔

اہل بیت نبوی (۲) حضرت ام المومنین اور عزیز ناصر احمد ابن خلیفۃ وقت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے پاس پانی پت میں ہیں۔

(ب) صاحبزادگان والاشان مرزا بشیر احمد صاحب و مرزا شریف احمد صاحب کوئٹہ تشریف رکھتے ہیں جلد واپسی کی امید ہے نواب محمد علیخان صاحب اور بنت الرسول نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بھی وہیں تشریف فرما ہیں۔

ہر دو مدرسے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا وقت بدل چکا ہے سوا نو بجے سے ۳ بجے تک۔ مدرسہ احمدیہ ۷ بجے سے ۱۲ بجے تک لگتا ہے۔

درس قرآن شریف مولانا محمد سرور شاہ صاحب عصر کے وقت مسجد اقصیٰ میں درس دیتے ہیں۔ آپ ایک ایک آیت پر اس قدر مبسوط عالمانہ تقریر فرماتے ہیں۔ کہ باید و شاید۔ دالیان قادیان کے لیئے جو دین کی خاطر یہاں رہتے ہیں یہ درس غنیمت ہے۔

دربار اولوالعزم

۵۔ اکتوبر بعد از نماز مغرب حضرت اولوالعزم کے حضور ایک دوست نے عرض کیا کہ ام الالسنہ جو خواجہ صاحب نے لکھی ہے، اسکے بارے میں لکھا جاتا ہے کہ دنیا دیکھے گی کہ یہ کتاب کیا انقلاب برپا کرتی ہے۔ فرمایا۔ اتنی بڑی کتاب لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت صاحب کی منن الرحمٰن موجود ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی کیا لکھے گا۔ باقی خواجہ صاحب کی عربی دانی۔ تو قرآن مجید کی ایک رکوع کے ترجمہ سے ظاہر ہو سکتی ہے کسی غیر احمدی مستند مولوی سے ہی تصدیق کرا دیں کہ ترجمہ صحیح کیا ہے۔

فرمایا۔ ان لوگوں کیلئے (اگر یہ سوچیں تو) یہ نشان کم نہ تھا کہ ہر مہینے انکی تعداد گھٹتی جاتی ہے اور ہماری بڑھتی جاتی ہے۔ اب تو بعض لوگوں کی بیعت کی درخواستیں آتی ہیں۔ جو معذرت کرتے ہوئے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم پیغام پارٹی کے ساتھ نہ تھے یونہی بیعت میں سستی کی۔ گویا انکی طرف منسوب بھی نہیں ہونا چاہتے۔

فرمایا یہ لوگ، میری مخالفت میں یہاں تک بڑھ گئے ہیں کہ مسیح موعود کی ہتک میں راحت پاتے ہیں۔ فرمایا۔ بعض لوگ بظاہر نہایت حلیم اور متین معلوم ہوتے ہیں مگر باطن بڑی غیظ و غضب والے۔ ایسے لوگوں کو ذرا غصہ دلانے والی بات کہدی جائے تو انکی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے۔

غلام کی دستک اپنے آقا کے دروازہ

(۱) تم فخر رسل ہو سیدنا۔ تم فضل عمر ہو سیدنا
تم مصلح کل ہو سیدنا۔ تم شمس و قمر ہو

(۲) محمود جہاں ہو سیدنا مسعود زماں ہو سیدنا
مقصود شہاں ہو سیدنا۔ ممدوح بشر ہو سیدنا

(۳) تم راہ دیار احمد ہو۔ تم شاہ سوار احمد ہو
تم رنگ بہار احمد ہو۔ جنت کے ثمر ہو سیدنا

(۴) تم نور نظر ہو مہدی کے۔ تم لخت جگر ہو مہدی کے
تم شمس و قمر ہو مہدی کے۔ ہاں اس کے پسر ہو سیدنا

(۵) اللہ نے ظرافت بخشی ہے۔ پھر اتنی لیاقت بخشی ہے
ہر طرح حکومت بخشی ہے۔ باشوکت و فر ہو سیدنا

(۶) پیغام کے فتنے کا بانی۔ ہے منکر فضل یزدانی
کچھ قدر نہ اس نے پہچانی۔ اک کان گہر ہو سیدنا

(۷) کیا تاب ہے تیری دشمن کی۔ آجائے وہ حد میں گلشن کی
دیوار کھچی ہے آہن کی۔ بے خوف و خطر ہو سیدنا

(۸) میں خستہ جگر ہوں سیدنا۔ بے علم و ہنر ہوں سیدنا
باحال ابتر ہوں سیدنا۔ بس ایک نظر ہو سیدنا

(۹) فاروق کا پہلا نمبر ہے۔ اور حالت قومی ابتر ہے
محتاج دعائے رہبر ہے۔ کچھ دھیان ادھر ہو سیدنا

(۱۰) اللہ عنایت کیجے گا۔ کچھ اسپہ توجہ کیجے گا
اکمل کی دعائیں لیجے گا۔ جو خادم در ہے سیدنا

KHILAFAT LIBRARY

از قاسم علیخاں۔ قادیانی۔ رامپوری

تغافل کے زمانہ میں جو اک دور عظیم آیا۔
تو نام پاک احمد میں عیاں نور قدیم آیا
مچی ہے دھوم ہر سو فرش سے تا عرش یہ غل ہے۔
رحیم آیا کریم آیا نعیم آیا حلیم آیا
احد نے فرق محبوبی رکھا آغوش میں اپنی۔
بشکل نوعروس سرنگوں جب حرف میم آیا
گنہگاروں کو مژدہ ہو سیہ کار و مبارک ہو۔
جہاں میں رحمۃ للعلمین بنکر رحیم آیا
بھلا دامن کو ہر محتاج نے خواہش کے پھولوں سے
در از اپنا کیئے دست کرم جب یہ کریم آیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ❊ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فاروق قادیان دارالامان

مورخہ ۷ - اکتوبر ۱۹۱۵ء

فاروق کے فرائض

امام اولوالعزم خلیفہ برحق حاجی حرم محترم حضرت مصلح موعود فضل عمر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ نے ذیل کے نصائح فاروق کے لیئے اپنے دست مبارک سے ارقام فرماکر عطا فرمائے ہیں۔ عاجز ایڈیٹر فاروق خدائے تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ القادر اپنے فضل سے بطفیل سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و بتصدق امام ربانی مرسل یزدانی حضرت مسیح موعود قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھے ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماکر فاروق کو اسم بامسمیٰ بنائے۔ آمین

(ایڈیٹر)

دعا سب سے پہلے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ فاروق کے اجراء میں آپکی مدد فرمائے اور اس کے چلانے میں آپکی تائید فرمائے۔ آمین رب العالمین۔

نصیحت اسکے بعد میں آپکو نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ اس نام کی طرف جو آپنے اپنے اخبار کے لیئے پسند کیا ہے متوجہ رہیں اور اسے اپنے ذہن سے کبھی نہ اترنے دیں الاسماء تنزل من السماء نام آسمان سے اترتے ہیں یعنی جو مفہوم کسی کے نام سے ادا ہوتا ہے اسی کے مطابق اس کے افعال ہوتے ہیں یہ بات دنیا کے تجربہ سے کہاں تک درست ثابت ہوتی ہے اس سے مجھے اسوقت غرض نہیں لیکن یہ قول ایک رنگ میں ضرور پورا ہو رہا ہے یعنی مختلف اشیاء کے ایسے نام رکھے جاتے ہیں کہ جن سے ان کا آئندہ کام بتانا مقصود ہوتا ہے اور پھر اس نام کے مفہوم کی پیروی کی جاتی ہے۔

نام مطابق کام یورپ تو اس نکتہ کا ایسا شیدا ہے کہ وہاں ہر ایک دوکان کا کچھ نام رکھا جاتا ہے اور اکثر کوشش کی جاتی ہے کہ اس نام میں ہی اس دوکان کا کام بھی بیان ہو جائے اور یہ کبھی نہ ہوگا کہ ایک دوکان کے نام میں تو یہ ظاہر کیا جائے کہ اس میں جوتیوں کی تجارت ہوتی ہے اور درحقیقت وہاں ٹوپیوں کی تجارت ہو غرض نام کام بتانے کے لیئے رکھے جاتے ہیں اور ان ناموں کی پابندی کی جاتی ہے اور جب کسی دوکان کا کام بدلنا ہوتا ہے تو پہلے اس کا نام بدلتے ہیں۔

کام خلاف نام لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جہاں انسانوں میں اس بات کا خیال ہے کہ وہ اپنی دوکان یا اپنے کارخانہ کے نام کے مطابق اپنے کاموں کو رکھتے ہیں وہاں اپنے ناموں کے متعلق انکو اسقدر فکر نہیں ہوتی کہ ہمارا نام کیا ہے اور ہمارے کام کیا ہیں ایک دوکان کا نام اگر کتب فروشی کی دوکان رکھا جاتا ہے تو اس بات کی پابندی کی جاتی ہے کہ وہاں کتابیں ہی فروخت ہوں اور اگر ایک کارخانہ کا نام فلور ملز ہوتا ہے تو آٹا پیسنے کا ہی کام وہاں کیا جاتا ہے لیکن کتنے عبدالرحمن ہیں جو درحقیقت عبدالشیطان ہیں؟ کتنے عبدالغنی ہیں جو حرص و آز میں مبتلا ہیں؟ اور کتنے دارا شکوہ ہیں جن کی راتیں جھونپڑیوں میں اور دن کھلیانوں میں کٹتے ہیں؟ اور کتنے آسمان جاہ ہیں جن کو سر چھپانے کے لیئے زمین کی کوئی غار بھی نصیب نہیں؟ پھر کتنے اکرام الدین ہیں کہ انکا وجود دین کے لیئے بدنامی اور ذلت کا باعث ہو رہا ہے؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ یہ لوگ کتنے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں کیونکہ انکا گننا ناممکن ہے دنیا کے پردہ پر کوئی بستی کوئی قصبہ کوئی شہر کوئی ملک ایسا نہیں جو ان نمونوں سے خالی ہو۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ کوئی جگہ ایسی نہیں جو ان نمونوں سے پُر نہ ہو مگر باوجود اسکے وہی انسان جو اپنے نام کی عزت نہیں کرتا اور اسکے مطابق اپنے کاموں کو کرنے کی فکر نہیں کرتا اس کا تمام تر زور یہ ہوتا ہے کہ اسکی دوکان یا اسکے کارخانہ کا جو نام ہے اس کے مطابق اس کا کام بھی ہو کیا یہ ایک عجیب بات نہیں؟ لیکن کتنے آدمی ہیں جن کی توجہ اس طرف پھری ہو اور انہیں اس دل شکن تماشہ کا علم بھی ہوا ہو جیسے تماشہ کرنیوالے انسان اور نام اور اور لباس پہنکر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اسی طرح اکثر انسان اپنے حقیقی ناموں کو بدل بدل کر اپنے ہم جنسوں کے سامنے آتے ہیں لوگ اپنے روپیہ کو ضائع کر کے تھیٹروں میں اپنے نام بدلنے والوں کا تماشہ دیکھنے جاتے ہیں لیکن نہیں سمجھتے کہ یہ تماشہ تو ہر گھر میں جاری ہے اور رات اور دن ہو رہا ہے اور پھر اسکے لیئے کوئی ٹکٹ بھی نہیں کوئی قیمت نہیں ایک سنگدل انسان جس کا پیشہ ظلم اور جور ہے جس کے دل میں رحم کبھی پیدا نہیں ہوتا اپنا نام محمد لطیف بتاتا ہے اور ایک شخص جو بخل اور کنجوسی کا مجسمہ ہے اور ایک پیسہ فی سبیل اللہ خرچ نہیں کر سکتا اپنا نام محمد احسان ظاہر کرتا ہے۔ خیر یہ تو ایک دیوانی بات تھی۔ میں یہ بیان کرنا چاہتا تھا کہ نام درحقیقت کام کے اظہار کے لیئے ہوتے ہیں اور صرف شناخت کے لیئے علامت ہی نہیں ہوتے بلکہ اصل غرض ان سے کام کا بتانا ہی ہوتا ہے۔

فصاحت عربی اور یہ بات اس زبان سے بخوبی ظاہر ہے جو الہامی زبان ہے اور جس کا نام (یعنی عربی) ہی بتا رہا ہے کہ وہ ایک فصاحت سے پُر اور غلطیوں سے پاک زبان ہے اور دوسری عجمی زبانوں کی طرح خیالات انسانی کے ادا کرنے میں ناکافی ثابت نہیں ہوتی اس زبان میں جسقدر اشیاء کے نام ہیں وہ انکی حقیقت پر بھی روشنی ڈالتے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ نام کام کے اظہار کے لیئے ہوتے ہیں اور ہونے چاہئیں پس فاروق کو بھی اسم بامسمیٰ ہونا چاہیئے اور اس وسیع دنیا کے کروڑوں ایکڑوں کی طرح ایک ایکڑ نہیں بننا چاہیئے کہ اس کا نام تو فاروق ہو لیکن وہ فاروقی صفات سے عاری ہو۔

فاروق کا کام فاروق عربی زبان کا ایک لفظ ہے جسکے دو معنے ہیں ڈرنے والا اور حق و باطل میں فرق کرنیوالا پس فاروق کے مضامین یہ دونوں رنگ اپنے اندر رکھیں تب فاروق کے نام کا وہ مستحق ہو سکتا ہے اسکے مضامین خشیت الٰہی سے لکھے جائیں اور خشیت الٰہی کے پیدا کرنیوالے ہوں کیونکہ خدائے تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھنے والے لوگ دوسروں کے دل میں خشیت پیدا کرنے کا باعث بھی ہو جاتے ہیں اسی طرح اس میں حق و باطل میں فرق کر کے دکھایا جائے اور کبھی اس بات کے منوانے کی کوشش نہ کیجائے جو خود منوانے والے کے نزدیک غلط ہو اور اگر کبھی غلطی بھی ہو جائے تو اس کا اعتراف کرنے کے لیئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

گورنمنٹ کی وفاداری اس بات کو خوب یاد رکھیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بہت احسان ہیں اگر ہماری سمجھ میں وہ احسان نہ بھی آئیں تب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اس حکومت میں پیدا ہونا ہی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ یہ حکومت خدائے تعالیٰ کی نظروں میں دنیا کی تمام موجودہ حکومتوں سے زیادہ رعایا پرور اور انصاف پسند ہے حضرت مسیح موعودؑ اپنی تمام عمر اس گورنمنٹ کی فرمانبرداری پر زور دیتے رہے ہیں پس اس نازک وقت میں کہ ہندوستان مختلف تحریکوں کا آماجگاہ بن رہا ہے فاروق کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہر ایک مشکل میں گورنمنٹ برطانیہ کا مددگار ہو اور نیک ارادوں کو لوگوں کے ذہن نشین کرنے کا آلہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر ساتھ ہی اس بات کا بھی خیال رہے کہ ہماری خدمت بے ریا ہے اور بغیر کسی خواہش کے ہے پس خوشامد کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں انسان غلطی کر سکتا ہے اور گورنمنٹ انگریزی بھی انسانوں کی بنی ہوئی ایک گورنمنٹ ہے وہ بھی غلطی کر سکتی ہے اور کرتی ہے پس ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کہ اسکی ہر ایک کارروائی کو جو اپنی ضمیر کے کیسی ہی خلاف کیوں نہ ہو خوبصورت کر کے دکھایا جائے بلکہ اگر ایسا کوئی موقعہ ہو تو گورنمنٹ سے امید رکھنی چاہیئے کہ وہ فوراً اسے درست کر دیگی اور لوگوں کو سمجھانا چاہیئے کہ **ایجیٹیشن کے ذریعہ سے وہ گورنمنٹ کا مقابلہ نہ کریں** بلکہ جس طرح ایک باپ سے بیٹا امیدوار ہوتا ہے کہ اس کی تکلیف کو وہ دُور کریگا اسی طرح گورنمنٹ سے امید رکھیں کہ وہ اس کی تکلیف کو دُور کرے۔ غرض نیک باتوں کی تعریف کرنا اور اگر گورنمنٹ کسی بات میں غلطی کرے تو لوگوں کو تسلّی اور تسکین دینا اور گورنمنٹ کے نیک ارادوں اور صاف نیت کو لوگوں پر ظاہر کرنا یہ فاروق کی پالیسی ہونی چاہیئے۔

فاروق کے مضامین

فاروق کے مضامین کی عبارت سنجیدہ ہو کہ ہنسی اور ٹھٹھا مومن کے شایان شان نہیں مضامین کے الفاظ گو زوردار ہوں لیکن گالیوں سے بالکل خالی ہوں کہ گالی کا فائدہ کچھ نہیں ہوتا دشمن کے خلاف اس رنگ میں لکھنا چاہیئے کہ غیر تو غیر خود دشمن کا دل بھی محسوس کر لے کہ متانت اور اخلاص اور خیر خواہی سے مضمون لکھا گیا ہے کیونکہ اس کے بغیر ہدایت نہیں ہوتی اور ہدایت کے سوا اور کیا چیز ہے جس کے لیئے مضمون لکھا جاتا ہے؟ وہ انسان کسی عزت کے قابل نہیں جو صرف لوگوں کو خوش کرنے کے لیئے چٹخارہ دار مضامین لکھتا ہے یا اپنے دل کا غصہ ظاہر کرنے کے لیئے سختی سے کام لیتا ہے اخلاص اور اصلاح مدِ نظر ہو اور اس کے بغیر نہ کوئی مضمون لکھا جائے اور نہ چھاپا جائے۔

اخبارات سے بہترین خدمت ہو سکتی ہے

اسوقت اخبارات کی بڑی قدر ہے اور لوگ اخبارات کے پڑھنے کے عادی ہیں" لوگ جو کتابیں نہیں پڑھ سکتے اخبارات کا بڑے شوق سے مطالعہ کرتے ہیں اور اخبار اسوقت تعلیم یافتہ لوگوں کی غذا ہو گیا ہے پس ایک اخبار نویس بنی نوع انسان کی بڑی خدمت کر سکتا ہے اور اس کے لیئے قرب الٰہی کا دروازہ کھلا ہے اسلام اسوقت سخت مصیبت میں ہے اور دنیا کی نظر میں ایک بدصورت بڑھیا کی شکل کے مشابہ ہے اس کے حُسن کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ایک ایسی خدمت ہے جو خدائے تعالیٰ کے قرب کا بہترین ذریعہ ہے اس کام میں دل و جان سے مشغول ہوں کہ فاروق کا نام اسی بات کا طالب ہے اسلام کے سوا اور کو نساحق ہے۔

اور حق و باطل میں فرق کرنا ہی تو فاروق کا کام ہے پس اسلام کی صداقت کو اسلام کے مدعیوں اور دیگر مذاہب کے پیروؤں کے سامنے پیش کرنا فاروق کا بڑا کام ہونا چاہیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا فاروق اور قرآن کریم سے بڑا فرقان آجتک خدائے تعالیٰ کی طرف سے نازل نہیں ہوا پس اس فاروق اور اس فرقان کو دنیا کے آگے پیش کریں کہ جبتک انسان انکی محبت کی عینک کو آنکھوں پر نہیں لگاتا اسے حق و باطل میں تمیز کرنیکی توفیق نہیں ملتی۔ دنیا نے کسی انسان پر اس قدر ظلم نہیں کیا جسقدر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جسقدر وہ حسین ہے اسیقدر لوگوں نے اس کی عیب گیری کی ہے اور بے دردانہ طور پر اس پر حملے کیئے ہیں ان حملوں کا نرمی محبت اور اخلاص سے جواب دیں اور اس کے وجود کا کمال مسیح موعودؑ کے آئینہ میں ظاہر کریں کہ وہ اپنی صفائی کی وجہ سے اس کے حُسن کو پورے طور پر ظاہر کرنے والا ہے۔

فاروق کی نظر وسیع ہو اور یہ نہ ہو کہ ایک معاملہ کی طرف متوجہ ہوئے تو اسی میں لگ گئے بلکہ ہر ایک بات پر اتنا ہی زور ہو جس قدر اسکے مناسب ہے اور ایک دشمن کے مقابلہ میں دوسرے دشمنوں کو بھلا نہ دیا جائے کہ ایسا کرنیوالا کبھی کامیاب نہیں ہوتا نیک نیتی اور اخلاص پر سب کاموں کی بنا ہو کیونکہ جس شخص کے کاموں کی ان پر بنا ہوتی ہے وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا **اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ اور آپ کی مدد فرمائے۔** آمین۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاکسار

مرزا محمود احمدؐ

مختصر نوٹ

المرء یوخذ باقرارہ

سوال ہو رہا ہے کہ اس تنازعہ سے پہلے درباره مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ ہمارا کیا مذہب تھا۔ آج ایک رسالہ ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب کا نظر سے گذرا جس کا نام ہے پیر مہر علی شاہ صاحب کا اپنی نسبت آپ ہی کفر کا فتویٰ۔ اس میں صفحہ ۷ پر لکھا ہے۔

"قرآن کریم اور حدیث کے مطابق حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول اور مہدی مسعود اور مسیح موعود ہیں"

فرمایئے ان دنوں میں ڈاکٹر شاہ صاحب کا کیا اعتقاد تھا؟

میں اس احمدی کو بہت بدقسمت سمجھتا ہوں

جس نے ابتک "برکات خلافت" نہیں پڑھی جسمیں حضرت خلیفۂ ثانی نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور اپنے رؤیا و دیگر دلائل اپنی خلافت کے حق پر ہونے کا ثبوت دیا ہے اور جماعت احمدیہ کو سیاست میں احمدیوں کا مسلک۔ احمدی غیر احمدی کے نکاح اور کفر کا سوال۔ نماز باجماعت۔ زکوٰۃ اور دیگر ضروری مضامین پر ہدایت دی ہے۔ دوسری تقریر میں جماعت کو تصوف کا پہلا سبق دیا ہے۔ اور مومن کو ترقی دینے کے سات درجے بتلائے ہیں۔

مولانا نورالدین خلیفۂ اول کا مذہب دربارۂ احمدؐ

مبادی التصرف ایک صرف کا رسالہ ہے جو ایک آنہ قیمت پر دفتر تشحیذ سے مل سکتا ہے۔ اسکے صفحہ ۶ پر اسم کے معنے بتاتے ہوئے فرماتے ہیں" پھر اسم یا کسی خاص چیز کا نام ہوتا ہے یا عام ہوتا ہے خاص جیسے نام اللہ یا جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاص نام ہمارے سید مولیٰ حضرت خاتم النبیین کا ہے مکہ خاص شہر کا نام ہے جس میں ہمارے نبی کریم صلعم کا تولد ہوا احمدؐ نام ہمارے اس امام کا ہے جو قادیان سے ظاہر ہوا ایسے اسم کو معرفہ بھی کہتے ہیں"

اس عبارت سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ ہمارے نبی کا اسم معرفہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور احمدؐ نام ہمارے امام کا ہے دیکھیئے غلام احمدؐ نہیں کہا اور نہ احمدؐ نام حضرت محمد مصطفےٰ کا بتایا۔ اور یہی ہمارے خلیفۂ ثانی فرماتے ہیں کہ احمدؐ آنحضرت صلعم کا صفاتی نام ہے ذاتی نام نہیں۔ احمدؐ اسم حضرت مرزا صاحبؑ ہی کا ہے۔

خدا کا عذاب طاعون کی صورت میں

۱۸۹۶ء میں جب خدا کے مامور و مرسل نے شائع فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ملائکہ

طاعون کے سیاہ پودے ملک میں لگا رہے ہیں اسلیئے توبہ کرو اور خدا سے صلح کرلو- اسکے مامور پر ایمان لاؤ- ورنہ عذاب کے زور آور حملے ہونگے- تو کسی نے اس ربانی آواز پر کان نہ دھرا- آخر دنیا کو وہ سب کچھ دیکھنا پڑا جو انبیاءؑ کے مخالفین کو دیکھنا پڑتا ہے طرح طرح کی آفات قسم قسم کی بلائیں نازل ہوئیں- ان میں سے طاعون کے ہی اعداد و شمار کپکپی لگا دینے والے ہیں- گذشتہ پانچ چھ سال ہی پر نظر کرو- ۱۹۰۸ء میں اموات طاعون ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو اٹھاسی- ۱۹۰۹ء میں ایک لاکھ اکتالیس ہزار چھ سو پچانوے- اور اس سے پہلے ۱۹۰۷ء میں کل اموات کی تعداد گیارہ لاکھ ۶۶ ہزار دو سو تیئیس تھی- ۱۹۱۱ء میں آٹھ لاکھ چھیالیس ہزار آٹھ سو تہتر- ۱۹۱۲ء میں تین لاکھ چھ ہزار چار سو اڑتالیس- ۱۹۱۳ء میں دو لاکھ سترہ ہزار ایک سو تینالیس- اُف آبادی کا کتنا بڑا حصہ اس عذاب الٰہی سے تلف ہوا- اب جو کچھ ہو چکا اس کے بارے میں تو کچھ نہیں ہو سکتا ہاں ہمارے لیئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے- ضرور ہے کہ اس سے نجات پانے کے لیئے تضرع فی حضرت اللہ کریں-

جنگ میں نقصان مالی و جانی

ہوس آف کامنز میں اعلان کیا گیا کہ ایک سال میں برطانوی نقصان جان حسب ذیل ہوا

مقتول افسر چار ہزار نو سو پینسٹھ-

مقتول سپاہی سات ہزار نو سو بانوے-

مفقود الخبر افسر پندرہ سو ایک-

" سپاہی ترپن ہزار چار سو ساٹھ

مجروح افسر نو ہزار نو سو تہتر-

" سپاہی دو لاکھ اکتالیس ہزار چھیاسی-

اور مسٹر ایسکوتھ بالقابہ نے بتایا ہے کہ آجکل روزانہ خرچ ۳۵ لاکھ پونڈ سے زیادہ ہے اور آیندہ ماہ وار خرچ کی اوسط ساڑھے چار کروڑ پونڈ ہوگی-

ہم ہندوستان کے مقیموں کو جو برٹش گورنمنٹ کے طفیل امن سے بیٹھے ہیں- اپنی گورنمنٹ کی مالی جانی لسانی مدد کرنی چاہیئے- اور ایسے طور پر زندگی بسر کرنی چاہیئے کہ سرکار عالی کو کسی قسم کی تشویش نہ ہو نہ توجہ بٹے- تاکہ دنیا سے فساد و فتنہ کا قلع قمع ہو- اور پھر ویسا ہی امن قائم ہو- جیسا کہ مقصود ہے-

کیا اب اس سوال کا حل ہو جائے گا؟

یہ ایک سوال ہے جو اکثر مسلمانوں کے دل میں کھٹکتا ہے- اور انہوں نے ہندو کہلانے والے ملکی بھائیوں سے دریافت کیا ہے مگر اعتراض کے طور پر پیش کیا گیا اسلیئے ایسی صورت میں جواب ملا- کہ کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلا- اب ہمعصر راجپوت گزٹ نے خود یہ سوال چھیڑا ہے- چنانچہ وہ لکھتا ہے:-

"ہندو کون ہے؟"

"دوسرا اہم سوال جو اس یونیورسٹی کے متعلق اٹھایا جائے گا- اور اٹھایا جانا چاہیئے- وہ یہ ہے کہ لفظ ہندو سے کون مراد ہے- یہ سوال صرف یونیورسٹی کے معاملات میں ہی قابل فیصلہ نہیں- بلکہ ہندو قوم کی ہستی کیلیئے بھی اس کا حل ہونا- اور ایک بار فیصلہ کیا جا کر اسپر ٹھہر لگ جانا ضروری ہے- اگرچہ اس سے پہلے اس سوال کو حل کرنیکی کئی بار کوشش کیگئی ہے- مگر اسے ایک بدقسمتی سمجھنا چاہیئے- کہ کبھی بھی اس کا خاطر خواہ حل نہ ہوا- بلکہ ہمیشہ ہی یہ سوال آدھ بیچ میں چھوڑنا پڑا-

دنیا میں اسوقت جتنی قومیں آباد ہیں سب کا کوئی نہ کوئی مذہبی مرکز ہے- مگر ہندو قوم ایک ایسی قوم ہے جس کا کوئی مذہبی مرکز نہیں ہے- پرماتما کو ماننے والا بھی ہندو نہ ماننے والا بھی ہندو- ویدوں کو الہامی کتاب کہنے والا بھی ہندو- انکو پاکھنڈیوں اور چنڈالوں کے کلام کہنے والا بھی ہندو- مورتی پوجا کرنے والا بھی ہندو- اور مورتی پوجا سے نفرت کرنیوالا بھی ہندو غرضیکہ ہندوؤں کا کوئی ایک مرکز نہیں ہے- جسپر یہ سب جمع ہو سکیں اور جسپر ایمان لانیسے وہ اپنے آپ کو ہندو کہہ سکیں- اور یہ ایک ایسی خطرناک بات ہے- جو کبھی نہ کبھی ہندو قوم کو صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹا دے گی-

موسائی اسوقت خدا- موسیٰؑ اور بائیبل کو اپنا مرکز بنائے ہوئے ہیں- عیسائی خدا- انجیل اور عیسیٰؑ کو اپنا مرکز بنائے ہوئے ہیں اسی طرح مسلمان خدا- قرآن اور محمدؐ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں لیکن بتاؤ ہندوؤں میں کونسا مرکز ہے- جس کو مانکر ایک شخص ہندو ہونے کا فخر کر سکتا ہے-

بعض لوگ کہا کرتے ہیں- کہ ہندوؤں کا مرکز گائے ہے اور ہر ایک شخص جو گائے کو متبرک سمجھتا ہے اور اسکے گوشت سے پرہیز کرتا ہے- وہ ہندو ہے- اسمیں شک نہیں کہ پرماتما اور وید کو چھوڑ کر جو ہماری رائے میں ہندوؤں کا سب سے اعلیٰ مرکز بن سکتے ہیں گائے کو بھی مرکز بنایا جا سکتا ہے- بلکہ اسوقت بنایا ہوا ہے مگر کیا یہ امر واقعہ نہیں- کہ بہت سے چھوٹے درجہ کے ہندو اپنے آپ کو ہندو کہتے ہوئے ..... کھاتے ہیں- مثلاً چمار وغیرہ- مسلمانوں میں خواہ کوئی کیسی ہی گھٹیا پوزیشن کا مسلمان ہو- مگر جبتک وہ مسلمان ہے وہ سؤر کا ممنوع گوشت نہیں کھاتا اور نہ کھا سکتا ہے- مگر ہندو اس بات پر بھی فخر نہیں کر سکتے گویا یہ بھی انکا مرکز نہ بنا- کیونکہ لاکھوں ..... کھاتے ہیں- غرضیکہ اسوقت ہندوؤں کا کوئی ایک مذہبی مرکز نہیں ہے اور یہ کمی مدت سے اس عالیشان قوم کو دوسری قوموں کے مقابلہ میں گرا رہی ہے اور گراتی جائے گی"

امید ہے اب اسپر محققانہ غور کر کے ایک نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کی جائے گی:

KHILAFAT LIBRARY

لکھنؤ میں قیامت

"صحنوں میں ندیاں چلینگی" خدا کا یہ کلام جو اسکے پیارے نبی مسیح موعودؑ پر نازل ہوا- اپنی صداقت کے کئی جلوے دکھا چکا ہے- ان دنوں میں اس وحی الٰہی کا مصداق لکھنؤ بنا ہے چنانچہ اندازہ کیا گیا ہے کہ ۸ ہزار مکانات گر چکے ہیں- اور ۸۰ ہزار آدمی بے گھر ہو گئے ہیں- کل آبادی کا تیسرا حصہ بے خانمان ہے ۴۶ جانیں ضائع ہوئیں- پہلے سیلاب سے سوا بارہ ہزار مکانات کے قریب گرے- ۱۴- ستمبر کے دوسرے طوفان سے قریباً ۵ ہزار- پہلے مکانات کچے تھے اسلیئے ۵ لاکھ روپے کے نقصان کا اندازہ ہے دوسرے مکانات زیادہ تر پختہ تھے اسلیئے قریباً ۱۵ لاکھ روپے کے نقصان کا اندازہ ہے گورنمنٹ نے امداد کے کئی ایک ذریعے مہیا کیئے ہیں- جونپور میں بھی گومتی کی طغیانی نے غضب ڈھایا ہے شہر کے ۳/۴ میں پانی پھر گیا- ہزارہا مکان پیوند زمین ہو گئے- سینکڑوں گھرانے بے خانمان- خدا رحم کرے یہ طوفان محشر ہمارے لیئے بہت سبق آموز ہے- ضرور ہے کہ ہم اپنی روحانی اصلاح کریں کیونکہ کلام مجید کے مطابق ایسے بأساء و ضراء اسی لیئے آتے ہیں کہ لوگ تضرع اختیار کریں:

روس کی قربانیاں

اخبار سیٹوں آبزرور کے ایک قایم مقام سے دوران ملاقات میں مسٹر کینڈو مسٹریف نے صوبجات بالٹک اور پولینڈ کی بربادی کی تفاصیل بیان کیں- آپنے فرمایا کہ روسی اخبارات کو پڑھنے سے روسی پولینڈ دشمن کے ہاتھ چھوڑ دیئے جانے کے باعث ایک افسوس اور رنج کا اثر دل پر ہوتا ہے- یہ بالکل مبالغہ نہیں کہ تمام پولینڈ اور صوبجات بالٹک اور کچھ روسی اضلاع اسوقت ایک ایسے ملک کا منظر پیش کر رہی ہیں- جو جلکر راکھ ہو گیا ہو- تاریخ میں نپولین کے زمانے میں ماسکو کے جلنے کا حال درج ہے اور تاریخ میں جنگ میں برابر اسطرح قربانی کرنیکے لیئے روسیوں کی تعریف کیگئی ہے- لیکن روسی ملک جو قربانی آج کر رہے ہیں- وہ نپولین کے زمانہ کی قربانی سے سوگنا زیادہ ہے- نپولین کے زمانہ میں روسیوں نے صرف شہر ماسکو کا عظیم شہر اور دیگر چند چھوٹے چھوٹے شہر ہی جلائے تھے- لیکن اس جنگ میں پولینڈ کا تمام عظیم ملک جسکی آبادی دو کروڑ ہے اور جسکا رقبہ بلجیم سے چار پانچ گنا زیادہ ہے- جلا کر فرش زمین کر دیا گیا ہے- اور ۱۵ ارب روپیہ صرف جنگی مقاصد اور چالونیر قربان کر دیا گیا ہے-

پولینڈ اور روسی اضلاع کی روسی قربانی سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ روس اپنے ملک کے لئے مزید قربانی کیلیئے تیار نہیں- پارلیمنٹ کے ایک ممبر نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام اور دیگر مذاہب

خدائے تعالیٰ کی ہستی کے متعلق حضرت ابراہیمؑ کا مباحثہ

(رقمزدہ منشی غلام نبی صاحب بلانوی)

قرآن کریم حقائق و معارف کا بے نظیر مجموعہ ہونے کی وجہ سے نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ غیر مذاہب کے منصف اور باعلم اصحاب کی نگاہ میں بھی بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ چنانچہ یورپ کے محققین اسکے مضامین کی پاکیزگی، عمدگی اور خوبی کے متعلق رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ یہ میرا صرف دعویٰ ہی نہیں۔ بلکہ میں واشنگٹن ارونگ۔ جی سیل ہربرٹ اوسنڈبرک وغیرہ ایسے مشہور و معروف مصنفین کی شہادت پیش کر سکتا ہوں۔ گنجائش نہیں۔ ورنہ میں بتاتا۔ کہ ان قابل عیسائی مصنفین کی قرآن کریم کے متعلق کیا رائے ہے۔ لیکن جہاں قرآن شریف کی خوبیوں کے دلدادہ افراد ہیں۔ وہاں بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اپنی علمی کمزوری اور تعصب مذہبی کی وجہ سے اس میں نقی نکالنے کے درپے رہتے ہیں اور اُلٹے سیدھے اعتراض کر کے اسکی حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ جس میں انہیں سخت ناکامی اور نامرادی ہوتی ہے۔ کیونکہ انکے اعتراضات کی بنا قرآن شریف کی آیات اور معانی پر نہیں۔ بلکہ غلط تفسیروں اور اِدھر اُدھر کے سُنے سُنائے قصے کہانیوں پر ہوتی ہے۔ ایسے لوگوں کو جواب دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کیونکہ انکی علمی قلعی وہ اعتراضات ہی کھول دیتے ہیں۔ جو انکی طرف سے قرآن شریف کا نام رکھکر تفسیروں پر ہوتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس زمانہ میں نام کے مسلمان بدقسمتی سے اول تو قرآن کریم کی تعلیم سے ہی بالکل کورے ہیں۔ اور جو کچھ جاننے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ وہ بھی اکثر آیات کے ایسے ہی معنی کرتے ہیں۔ جن پر اعتراض وارد ہو سکتے ہیں۔ اس سے سعید الفطرت لوگوں کو ٹھوکر لگنے اور قرآن کریم کی عظمت میں جو انکے دلوں میں ہے۔ فرق آنیکا احتمال ہو سکتا ہے۔ اس لیئے اس نقص کا تدارک کرنے کے لیئے ضروری ہے۔ کہ قرآن کریم کی آیات کے وہ صحیح معنی بتائے جائیں جن پر نہ کسی قسم کا اعتراض ہو سکے۔ اور نہ قرآن کریم کی صداقت میں کسی کو شک و شبہ رہے۔

حال میں ایک آریہ اخبار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس گفتگو پر اعتراض کیئے ہیں۔ جو ان کی طرف سے ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت میں قرآن شریف میں درج ہے وہ آیات یہ ہیں۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ ؕ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

KHILAFAT LIBRARY

جیسا کہ میں نے ابتدا میں لکھا ہے۔ قرآن پر اعتراض کرنے والوں کے اعتراضات کی بنا غلط تفسیروں اور قصے کہانیوں پر ہوتی ہے۔ نہ کہ آیات قرآنی پر۔ یہی طریق اس معترض نے اختیار کیا ہے۔ اور سوائے اسکے وہ اور کر ہی کیا سکتا تھا۔ وہ قرآن جس کی خوبیوں اور سلاست عبارت سے جل بھن کر ابن المقفع متنبی۔ ابو العلاء المعری وغیرہ ایسے عربی زبان کے ماہر اور مانے ہوئے ادیب مقابلہ میں نامراد و ناکام ہو کر گذر گئے۔ وہ قرآن جس نے تمام عرب کو اپنے ایسی ہی ایک سورۃ لانے کا پُرزور الفاظ میں چیلنج دیا۔ وہ قرآن جس نے اپنی چند ایک آیتوں کے آگے شمشیر بکف عربی النسل کے غیض و غضب کو کافور کر کے اسے ہمیشہ کے لیئے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا۔ اور وہ قرآن جسپر سوا تیرہ سو سال کے طویل عرصہ میں باوجود ایڑی چوٹی تک کا زور لگانے کے کوئی مخالف عہدہ برآ نہ ہو سکا۔ بھلا کسی عجمی انسان کو نکتہ چینی کا موقع دے سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ پس کوئی آریہ تفسیری عبارتوں پر اعتراض کر کے قرآن پر نکتہ چینی نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔

ان آیات کے متعلق جس عبارت کو لکھکر اعتراض کیئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ "مفسرین قرآن یوں بیان کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے نمرودیوں کے بُت خانہ میں گھسکر بتوں کو توڑا تو اس کی عام شہرت تمام شہروں میں پھیل گئی لوگوں نے نمرود کے پاس جاکر اس کی شکایت کی۔ نمرود نے حضرت ابراہیمؑ کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا۔ کہ تُو نے ہمارے بتوں اور معبودوں کی بے عزتی کیوں کی۔ آخر تیرا معبود کون ہے۔ اسپر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا۔ کہ جو زندہ کو مارتا ہے۔ اور مردوں کو جلاتا ہے۔ اس پر نمرود بولا۔ کہ واہ اس میں کونسی بڑی بات ہے۔ اگر سچ مچ اس دلیل کی بنا پر آپ خدا کی ہستی کے قائل ہیں۔ تو اسقدر تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ چنانچہ جیلخانہ سے دو قیدی بلوائے۔ ایک ان میں ایسا تھا۔ کہ جسے موت کا حکم دیا جا چکا تھا۔ اور جو اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ نمرود نے حکم دیا۔ کہ اسے چھوڑ دو۔ اس کے بعد دوسرا قیدی جسے چھوڑ دینے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ اُسے بلوایا۔ اور اُس کا سر قلم کرنے کا حکم دیا اور حضرت سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ دیکھا موت اور زندگی کا تو مجھے بھی اختیار حاصل ہے۔ اس بے ساختہ جواب سے حضرت ابراہیمؑ خاموش ہو گئے۔ اور آپ نے سوچ سوچ کر کہا۔ کہ میرا خدا تو ہر صبح کو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ آپ بھی ذرا ہر صبح سورج کو مشرق سے نکالا دیا کریں۔ کہا جاتا ہے کہ اس پر نمرود خاموش ہو گیا۔"

میں نے یہ عبارت اس لیئے نقل کر دی ہے۔ کہ بعض مسلمان بھی جو اس سے اتفاق رکھتے ہیں۔ اسکی خامی اور کمزوری سے آگاہ ہو جائیں۔

اس عبارت پر معترض نے چند ایک اعتراض کیئے ہیں لیکن ہم چونکہ اسکو درست ہی نہیں مانتے۔ اس لیئے ان کے جواب دینے کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ یہ ان لوگوں کا فرض ہے۔ جو اسے درست مانتے ہیں۔ البتہ وہ اعتراض جو براہِ راست ان آیات پر پڑتے ہیں۔ ان کا جواب انشاء اللہ دیا جائیگا

پہلا اعتراض یہ ہے۔ کہ "کیسی پُر لطف بات ہے۔ کہ قرآن شریف میں مضمون تو سب موجود ہوں۔ لیکن سب ادھورے اور نامکمل۔ ابھی شیطان کے لوگوں کو اندھیرے میں دھکیلنے کا ذکر تھا جھٹ ابراہیم کے قصص بیان کرنے شروع کر دیئے۔"

دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم کا مناظرہ "اگر کہیں آج بیسویں صدی میں کسی انگریزی تعلیم یافتہ جماعت کے روبرو ہوتا۔ تو شاید خدا کی ہستی کے متعلق جو تھوڑا بہت اعتقاد لوگوں میں موجود ہے۔ وہ بھی کافور ہو جاتا۔" پھر لکھا ہے۔ "بہرحال جس شکل میں یہ مناظرہ دنیا کے روبرو پیش کیا گیا ہے ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس سے کسی منکر خدا کی تسلی و تشفی نہیں ہو سکتی۔"

یہاں میں ان آیات کا مطلب بیان کیئے دیتا ہوں۔ جس سے یہ دونوں اعتراض حل ہو جائیں گے۔ نیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مدلل بحث اور بیّن کامیابی بھی ظاہر ہو جائے گی جس پر کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔

ان آیات سے پیچھے یہ آیت ہے۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولیٰئھم الطاغوت یخرجونھم من النور الی ظلمٰت اولٰئک اصحٰب النار ھم فیھا خٰلدون یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے ان کا اللہ مددگار ہے اور ان کو ایسے دلائل اور براہین سمجھا دیتا ہے۔ کہ جن کی وجہ سے ان کی تاریکی دور ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہوئے۔ ان کے دوست شیطان ہیں۔ جو ان کو نور سے ظلمت میں لے جاتے ہیں۔ یعنی گندے لوگ اپنے دوستوں کو بھی گندہ بنا دیتے ہیں۔ یہ لوگ آگ میں رہنے والے اور دوزخی ہیں۔ اس آیت کا تعلق معترض صاحب کو حضرت ابراہیمؑ کی گفتگو سے نظر نہیں آتا۔ لیکن میں انشاء اللہ بتاؤں گا۔ کہ بہت واضح تعلق اور ربط ہے۔

اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں ایسے لوگوں کا ذکر ہے۔ جن کے دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جنہیں اللہ ایمان لانے کی وجہ سے ظلمت سے نکالکر نور کی طرف لے آتا ہے یعنی ہدایت نصیب کر دیتا ہے۔ اور ایک وہ جن کو انکے بُرے ہم نشین برائیوں اور بدیوں میں گرفتار کرا دیتے ہیں۔ یہاں کسی مردہ کو زندہ یا زندہ کو مردہ کرنے کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

اس آیت کا اگلی آیات مباحثہ سے یہ تعلق ہے۔ کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ ہم ایسے لوگوں کو جو برائیوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔ نیک بخت اور ہر قسم کی تکلیف اور رنج سے نکالکر کامیاب کر دیتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں۔ جو اپنی بدکاریوں کی وجہ سے رنج و محن کے ظلمت کدہ میں گر پڑتے اور ذلیل ہو جاتے ہیں۔

یہ بات بیان فرما کر آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال بیان فرمائی ہے۔ کہ ہمارا ایک برگزیدہ بندہ ابراہیمؑ تھا۔ اس نے ایک کافر بادشاہ کو کہا تھا۔ کہ میں اور میرے ساتھی جو تمہیں کمزور نظر آتے ہیں۔ ترقی کر جائیں گے۔ کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر وہ بادشاہ جسے اللہ کے دیئے ہوئے ملک پر غرور اور ناز تھا۔ ابراہیمؑ سے اسکے اللہ کے بارے میں جھگڑنے لگا۔ کہ تمہارے اللہ کی کیا طاقت ہے۔ کہ تمہیں بڑھاوے۔ اسکے جواب میں حضرت ابراہیمؑ نے کہا ربی الذی یحیی و یمیت کیا تم نہیں جانتے میرا تو وہ رب ہے۔ جسکے اختیار میں ہر ایک قوم کا زندہ کرنا اور مارنا ہے۔ یعنی ہر ایک قوم کو ترقی اور تنزل دینا اسی کے اختیار میں ہے۔ وہی ویرانوں اور اُجڑے ہوئے ملکوں کو آباد اور سرسبز کرتا ہے۔ چونکہ اس بادشاہ کو بظاہر حالات یقین تھا۔ کہ کسی قوم کو عزت و ذلیل اور کسی ملک کو آباد و ویران کرنا میرے اپنے اختیار میں ہے اس لیئے اس نے کہدیا۔ کہ انا احیی و امیت اس طرح ملکوں اور قوموں کو زندہ مردہ تو میں بھی کر سکتا ہوں جس ملک کو چاہوں سرسبز کروا دوں۔ اور جس کو چاہوں اُجاڑ دوں۔ جسکو چاہوں ذلیل کر دوں۔ اور جسکو چاہوں معزز بنا دوں۔ یہاں بادشاہ کے اس کہنے سے یہ مراد لینا کہ اس نے جسمانی موت و حیات دینے کا دعویٰ کیا تھا غلط ہے۔ کیونکہ وہ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ پھر ایک قیدی کو قتل کر دینا اور ایک کو چھوڑ دینا ہرگز اسکے اس دعویٰ کی تائید میں نہیں ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا ہے۔ تو اپنی حماقت کا ثبوت دیا ہے۔ نیز حضرت ابراہیمؑ نے اس موت و حیات کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب ہی نہیں کیا۔ اگر کیا ہوتا تو بادشاہ نہایت آسانی سے اس کا یہ جواب دے سکتا ہے۔ کہ اگر تمہارا خدا جسمانی مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ تو یہ ایک مردہ ہے۔ اسے زندہ کروا دیجئے۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کہا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس حیات و ممات پر گفتگو ہی نہیں تھی۔ اس بات کی تائید مزید اس امر سے بھی ہوتی ہے۔ کہ آیات قرآنی سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کا یہ گفتگو کرنا نہ کسی علمی حیثیت سے تھا۔ اور نہ مذہبی رنگ سے۔ بلکہ اسلیئے تھا کہ اٰتٰہ اللہ الملک۔ خدا نے جو اسے ملک دیا ہوا تھا اسکو وہ اپنا خود حاصل کردہ سمجھتا تھا۔ اسی لیئے اسکی آبادی اور ویرانی کا خود ذمہ وار بنتا تھا۔ اور اسکے خلاف نہ سن سکتا تھا۔ چونکہ حضرت ابراہیمؑ نے اس کے خلاف کہا۔ اس لیئے اس نے اسپر مباحثہ شروع کر دیا۔ اور کہا انا احیی و امیت میں خود ملک کو آباد اور ویران کرتا ہوں۔ پھر بادشاہ کے اس کہنے پر کہا جاتا ہے۔ کہ حضرت ابراہیمؑ لاجواب ہو گئے۔ اس لیئے انہوں نے ایک اور پہلو سے گفتگو شروع کر دی۔ لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ اور اسلیئے گھڑی گئی ہے۔ کہ یہ مباحثہ انسانو کے جسمانی طور پر مارنے اور زندہ کرنیکے متعلق ہوا تھا جسکو میں غلط ثابت کر چکا ہوں۔ اسلیئے یہ بات بھی غلط ہو گئی اصل بات یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے جو دوسرا سوال کیا ہے وہ اپنے پہلے سوال سے ہٹکر اور لاجواب ہو کر نہیں کیا بلکہ اسی کی تائید میں کہا ہے۔ جو یہ ہے قال ابراھیم فان اللہ یأتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب کہ ابراہیمؑ نے کہا۔ میرا اللہ مشرق سے سورج لاتا ہے پس تو مغرب سے لے آ۔ یہ سوال ایسا زبردست ہے کہ اس سے بڑھکر موزون اور مناسب کوئی اور سوال ہو نہیں سکتا۔ اور وہ اس طرح کہ اسوقت کے تاریخی حالات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بیلون۔ اسیریا۔ اور بیبریا تین ایسی حکومتیں تھیں۔ جو ستارہ پرست تھیں۔ چنانچہ انکی کتابیں جو آجکل دستیاب ہوئی ہیں۔ انسے بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہی مذہب اس بادشاہ کا تھا۔ چونکہ ستارہ پرست قوموں کا عقیدہ ہوتا ہے کہ ملکوں کی ویرانی اور آبادی کا تعلق سورج سے ہے۔ اور بظاہر حالات یہ بات قابل قبول بھی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ دھوپ سے کھیتیوں اور دیگر نباتات کا بڑا تعلق ہے۔ اسلیئے ستارہ پرست لوگ سورج کو ہی ویران اور آباد کرنیوالا سمجھتے ہیں۔ جب اس بادشاہ نے حضرت ابراہیمؑ سے گفتگو کرتے وقت یہ کہا۔ کہ انا احیی و امیت آباد اور ویران میں بھی کر سکتا ہوں۔ تو چونکہ اسکا اور اس کے اہل دربار کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہ کام سورج کے سپرد ہے۔ اسلیئے حضرت ابراہیمؑ نے اسے ذلیل اور شرمندہ کرنیکے لیئے کہا۔ کہ میرے رب نے تو یہ سلسلہ رکھا ہوا ہے۔ کہ سورج مشرق سے نکلکر مغرب کو جاتا ہوا نظر آتا ہے۔ جس سے اس دنیا میں آبادی اور ویرانی کا بڑا تعلق ہے۔ اور تمہارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ سورج ہی سب کچھ کرتا ہے لیکن اب تم کہتے ہو۔ کہ یہ کام میں کر سکتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تمہارے نزدیک سورج نہیں کر سکتا۔ تو تم اسکو اس طرح ظاہر ہونیکو بدلا دو۔ تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ آبادی و ویرانی سے سورج کا تعلق نہیں۔ بلکہ تمہارا ہے۔

اس سوال کے وہ دو ہی جواب دے سکتا تھا۔ ایک یہ کہ آبادی و ویرانی تو میرے ہی اختیار میں ہے۔ لیکن جس طرح تمہارا خدا خود نہیں کرتا۔ اسی طرح میں بھی خود نہیں کرتا۔ بلکہ سورج سے کام لیتا ہوں۔ دوسرا یہ کہ آباد و ویران کرنا سورج سے متعلق ہے۔ میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ لیکن وہ یہ دونوں جواب نہیں دے سکتا تھا۔ پہلا تو اس لیئے نہیں کہ اس کا اور اسکے اہل دربار اور رعایا کا چونکہ یہ عقیدہ تھا کہ سورج آبادی و ویرانی کرتا ہے۔ اسلیئے اگر وہ اسکے خلاف کہتا۔ تو تمام لوگ اسکے سر ہو جاتے اور بادشاہت سے معزول کر دیتے۔ اور اگر دوسرا جواب دیتا۔ تو اس کا یہ دعویٰ کہ انا احیی و امیت غلط ثابت ہو جاتا۔ پس وہ یہ سُنکر حیران ہو گیا۔ اور کوئی جواب نہ دے سکا۔ اور اس طرح اس نے اپنی ناکامی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کامیابی کی تصدیق کر دی۔

یہ مطلب ہے ان آیات کا جسکو پڑھکر نہ آیات قرآنی کے بے ربط ہونے کا اعتراض کیا جا سکتا ہے۔ نہ حضرت ابراہیمؑ کا مباحثہ محل اعتراض ٹھیر سکتا ہے۔ اور نہ کسی انگریزی خواں کو اس مباحثہ کی معقولیت سے انکار ہو سکتا ہے اور نہ ہی کسی ستارہ پرست دہریہ کو دم مارنے کی طاقت ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہم اور ہمارے مخالفین

مُباحثہ شملہ کے متعلق

مولوی محمد علی صاحب کی چٹھی پر ایک نظر

یہ لاجواب مضمون اخی المکرم حضرت اکمل کی زور قلم کا نتیجہ ہے اُمید ہے کہ ہمارے روٹھے ہوئے بھائی اسکو ملاحظہ فرما کر اپنی غلطی کی اصلاح کر لینگے۔ گو ہمیں پیام نہ ما نہیں مگر غلطی خوردہ غیر مبائع اس سے ضرور مستفید ہونگے۔ بشرطیکہ دلونمیں اُنکے بغض وکینہ نہ ہو۔ (ایڈیٹر)

مباحثہ شملہ کا خلاصہ بیان پیغام میں چھپا ہے۔ اس میں مولوی محمد علی صاحب کا ایک خط ہے جسمیں وہ اصول بتائے گئے ہیں۔ جن کی بناء پر ہم احمدیوں سے پیامیوں کو مباحثہ کرنا چاہیئے۔ اسلئے ضروری ہوا کہ ان پر ایک نظر کی جائے ؛

اصل اوّل۔ کیا کسی شخص کے وہم وگمان میں بھی تھا کہ میاں صاحب کی تحریر نکلنے سے پہلے اس کا یہ عقیدہ تھا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس کا عقیدہ دربارہ اپنی نبوت کے بدل گیا ؛

جواب۔ ہمنے کبھی نہیں کہا کہ حضرت مسیح موعود کا عقیدہ اپنی نبوۃ کے بارے میں بدل گیا یا ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام تحریریں ان معنوں میں منسوخ ہیں۔ جن معنوں میں آپ سمجھتے ہیں ؛

(۲) دیکھنا یہ ہے کہ حضرت صاحب کی کتابوں میں کیا ہے نہ یہ کہ ہم سمجھتے تھے یا نہیں ؛

(۳) اگر لوگوں کا سمجھنا معیار صحت ہے تو کثیر حصہ جماعت کا حضرت صاحب کو آپ کی کتابیں پڑھ کر نبی سمجھنا آپکے نزدیک معیار صحت کیوں نہیں جبکہ بالمقابل آپ کی تحریریں پڑھ کر وہ ایک نتیجہ پر پہنچے ہوں ؛

(۴) حضرت مسیح موعود باوجود قرآن مجید کے بینات واحادیث صحیحہ کے اور مہبط وحی ہونے کے مسیح ناصری کو زندہ آسمان پر سمجھتے رہے اور پھر اپنے مسیح موعود ہونے کو جیسا کہ اعجاز احمدی میں لکھا ہے بارہ سال تک شد و مد کی وحی کے باوجود نہ سمجھے۔ جب صورت حالات یہ ہے تو چند غیر مامورو ں کا کسی عقیدہ کو ایک مدت تک نہ سمجھنا کیونکر ہم پر حجت ہو سکتا ہے ؛

(۵) آپ خود اقرار کر چکے ہیں۔ (پیغام ۶۔ اپریل ۱۹۱۵ء) کہ نبوت کے عقائد جو غیر مبایعین نے اس وقت اختیار کئے ہیں وہ صرف میرے (محمد علی کے) کہنے سے اختیار کئے ہیں۔ اور ان عقائد میں پہل میں نے کی (یعنے مسیح موعود نے نہیں سمجھے یا سمجھائے تھے)

(۶) کسی بات کی صحت کا معیار یہ ہے کہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور الہامات مسیح موعود میں اس کی نسبت کیا درج ہے نہ یہ کہ لوگ کیا سمجھتے ہیں ؛

اصل دوم۔ عیسائیوں کی ٹھوکر سے سبق لیا جائے۔ اگر وہ اس اصول کو مدنظر رکھتے کہ انسان خدا نہیں ہو سکتا تو وہ مسیح کو ابن اللہ نہ کہتے۔ اِس اصل کو ہاتھ سے دینے کی وجہ سے باوجود مسیح کے یہ کہنے کے کہ تمہارے بڑے خدا بھی کہلائے پھر بھی مسیح کو ابن اللہ کہا جاتا ہے۔ اور مجاز کے جو معنے کئے جاتے ہیں اس اعتبار سے تمام گذشتہ غیر تشریعی انبیاء مجازی ٹھہرتے ہیں

جواب۔ عیسائیوں کی سی ٹھوکر تو آپ کو لگی ہے جیسے عیسائی مسیح کو ان معنوں میں ابن اللہ نہیں مانتے۔ جن معنوں میں پہلے نبیوں کو ابن اللہ کہا گیا۔ بلکہ مسیح کو اور معنوں میں مانتے ہیں اور پہلے نبیوں کو اور معنوں میں ایسے ہی آپ مسیح موعود کو ان معنوں میں نبی نہیں مانتے۔ جن معنوں میں پہلے نبیوں کو نبی کہا گیا ہے۔ بلکہ مسیح موعود کو اور معنوں میں نبی مانتے ہیں اور پہلے نبیوں کو اور معنوں میں نبی مانتے ہیں۔ ہاں جسطرح مسیح ناصری کو اور پہلے نبیوں کو بائیبل میں ابن اللہ مانا گیا ہے۔ اسی طرح ہم مسیح موعود کو اور پہلے نبیوں کو ایک ہی معنوں میں نبی تسلیم کرتے ہیں ؛

(۲) انسان کا خدا ہونا محال عقلی ہے۔ اور نبی ہونا اور وہ بھی پھر مسیح موعود کا محال عقلی نہیں۔ اسلئے یہ قیاس مع الفارق ہے

(۳) علے طریق المجاز کا یہ جواب ہے کہ مجاز بمقابلہ حقیقت کے ہے جس قسم کی حقیقت ہوگی اسی کے مقابل کا مجاز ہوگا حضرت صاحب کی اصطلاح میں حقیقت سے مراد نبوت مستقلہ یا نبوت تشریعی ہے۔ مجازی نبوت سے وہ براہ راست ہو نہ تشریعی

(۴) یہ سوال کہ اگر نبوت حقیقی سے مُراد تشریعی ہے تو تمام غیر تشریعی نبیوں کو (مسیح یحیٰی) کیوں غیر حقیقی نہیں کہا۔ بلکہ حقیقی کہا ہے۔ غلط ہے کیونکہ حقیقی نبی سے مُراد حضرت مسیح موعود کی اصطلاح میں صرف تشریعی نہیں بلکہ براہ راست نبوت پانے والا بھی حقیقی ہے۔ سو مسیح کو حقیقی لکھنا بلحاظ براہ راست نبوت پانیوالے کے ہے ؛

اصل سوم۔ یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا سلسلہ ہے یا نہیں اگر ہے تو کس رنگ میں۔ اگر سلسلہ ویسا ہی جاری ہے جیسا پہلے تھا۔ اور وہی نبوت اس اُمت میں مل سکتی ہے تو اس اُمت میں مجددین کا وعدہ دینے کے کیا معنے جب مجددیت سے افضل چیز نبوت ہے۔ (۲) اگر نبوت ملنے میں صرف اتباع کامل ہی شرط تھی تو کیا تیرہ سو[۱۳۰۰] سال میں صحابہ سے لے کر آج تک کوئی بھی اتباع کامل کرنیوالا نہ ہوا (۳) حدیث لم یبق من النبوۃ الا المبشرات۔ میاں صاحب کہتے ہیں۔ المبشرات ہین النبوۃ تو حدیث یوں ہوئی۔ لم یبق من النبوۃ الا عین النبوۃ۔ کیا کوئی معمولی آدمی بھی ایسا لایعنی کلام کر سکتا ہے (۴) اس سے ثابت ہوا کہ نبوت میں ماسوائے مبشرات کچھ اور بھی ہے وہ اور چیز کیا ہے۔ اس کا پتہ مواہب الرحمٰن سے ملتا ہے کہ "ایشاں در حقیقت انبیاء نیستند زیرا کہ قرآن حاجت شریعت را بہ تکمیل رسانیدہ است" پس نبوت نہ ملنے کی وجہ اتباع میں نقص نہیں بلکہ یہ کہ تکمیل شریعت کی وجہ سے بعد آنحضرت صلعم اب نبی کی ضرورت نہیں۔

جواب۔ یہ سوال کہ سلسلہ نبوت ہے یا نہیں اسکے لیئے پہلے نبوت کی تعریف معلوم کرنی چاہیئے جب تعریف کسی پر صادق آجائیگی تو اس سے خود بخود یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس اُمت میں نبی ہو سکتا ہے یا نہیں کیونکہ کسی پر نبوت کی تعریف کا صادق آجانا ہی اس بات کا زبردست ثبوت بنجاتا ہے کہ سلسلہ نبوت جاری ہے۔

اب ہم مسیح موعودؑ کے کلام میں دیکھتے ہیں کہ نبی کس کو کہتے ہیں آپ تجلیات الٰہیہ میں فرماتے ہیں۔ **نبی اسکو کہتے ہیں جسپر خدا کا کلام یقینی و قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اسی لیئے خدا نے میرا نام نبی رکھا**۔ اس تعریف سے ظاہر ہے کہ یہ صرف مسیح موعودؑ سے خاص نہیں بلکہ تمام انبیاءؑ اسی لیئے انبیاءؑ کہلاتے رہے چنانچہ اپنی جزئی کو اسی کلی قانون کے ماتحت پیش کر کے اپنی نبوت کا اعلان فرماتے ہیں۔ پس جب یہ تعریف جامع و مانع[۱] رسول اللہؐ کے بعد ایک شخص پر صادق آگئی تو لا محالہ ماننا پڑے گا کہ وہ آپؐ کے بعد نبی ہے۔

(۲) ہر چیز کی شناخت اس بات سے ہوتی ہے جو اسے غیروں سے ممتاز کرے۔ قرآن مجید فرماتا ہے لا یظہر علے غیبہ احدًا الا من ارتضی من رسول۔ یعنی نبی اور غیر نبی میں امتیاز اظہار علی الغیب ہے۔ پس جس میں یہ امتیاز پایا جائے گا وہ نبی ہوگا۔ اور جس میں یہ بات مفقود ہوگی وہ غیر نبی ہوگا۔ چونکہ یہ امتیاز حضرت صاحب میں پایا جاتا ہے اسلیئے آپ نبی ہیں۔ غیر نبی نہیں۔

---

[۱] جامع اس لیئے کہ اس تعریف سے باہر کوئی نبی نہیں رہتا۔ مانع اس لیئے کہ خود مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں لکھدیا ہے کہ دوسرے اولیاء و صلحاء اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ یہ تعریف ان پر صادق نہیں آتی اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ مسیح موعودؑ کی نبوت مجددین کی جزوی نبوت کی طرح نہیں۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۳) حضرت صاحب کی نبوّت ہم بھی مانتے ہیں آپ بھی۔ ہم پہلے نبیوں جیسی اور آپ مجددین جیسی۔ تیسری صورت کے دونوں منکر ہیں۔ اب اگر یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں گروہ جیسی نبوّت مراد نہیں تو لامحالہ دوسرے گروہ جیسی نبوّت ماننی پڑے گی کیونکہ تیسری صورت کوئی نہ ہمیں مسلم ہے نہ آپ کو۔ اب حکم و عدل کا فیصلہ اس نزاع میں ناطق ہوگا سنیئے آپ حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ میں فرماتے ہیں:-

KHILAFAT LIBRARY

"جسقدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں ×××× اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے[1] اور وہ ان میں نہیں پائی جاتی"

پس ثابت ہوا کہ مجددین و دیگر اولیائے اُمّت محمدیہ کی نبوت مراد نہیں لامحالہ وہ نبوّت ہوئی جو نبیوں کی ہے۔

(۴) حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ دوسرے تمام اولیائے اُمّت محمدیہ میں وہ شرط جو نبی نام پانے کے لیئے ضروری ہے پائی نہیں جاتی اسلیئے وہ اس نام کے مستحق نہیں۔ اب مولویصاحب بتائیں کس نام کے؟ جزوی کے یا کامل کے۔ اگر کہیں جزوی کے تو لازم آتا ہے کہ اس اُمّت میں کوئی جزوی نبی نہیں سوائے حضرت اقدسؑ کے اگر کہو کہ بعض نبی کہلانے کے مستحق نہیں تو مانو کہ حضرت صاحب کامل نبی ہیں کیونکہ فرماتے ہیں پہلے اولیاء مستحق نہیں میں مستحق ہوں۔

(۵) یہ کہنا کہ جب نبوّت مل سکتی ہے تو مجددیت کا وعدہ کیا معنے نہایت سفاہت ہے کیونکہ اس طرح ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ اولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کی ماتحت جب اللہ تعالےٰ پہلی اُمّتوں میں نبی بنا سکتا تھا تو پھر صدیقین اور شہداء اور صالحین بنانے کا وعدہ کیا معنے۔ اسی طرح جب حضرت ابوبکرؓ جیسے لوگ صدیق بن سکتے ہیں تو پھر شہداء اور صلحاء کا وعدہ دینے کے کیا معنے۔

اسی طرح جب اس اُمّت میں مسیح موعود مہدی مسعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کوئی بن سکتا ہے تو پھر مطلق مجددیت کی بشارت کیا معنے

(۶) یہ سوال کہ اگر مسیح موعودؑ ہی صرف نبی ہے تو کیا تیرہ سو برس میں اور کوئی نبی کریم صلعم کا متبع کامل نہیں ہوا۔ دراصل غیر احمدیوں کا اعتراض ہے جس کا جواب بارہا دیا گیا ہے پھر یہ اعتراض درحقیقت غیر مسلموں کا اعتراض ہے جو کہتے ہیں کہ ہزارہا انبیاءؑ دنیا میں مبعوث ہوئے مگر کوئی انہیں سے خاتم الانبیاءؐ نہ ہوا۔ جس کے یہ معنے ہوئے کہ آپ سے پہلے انبیاءؑ میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار کامل نہیں ہوا کہ وہ کامل فرمانبرداری کی وجہ سے خاتم النبیین[1] ہو جاتا۔

(۲) ہم مسیح موعودؑ کو نبی مانتے ہیں۔ اور ہمارا اعتقاد ہے کہ تیرہ سو برس میں کوئی نبی نہیں ہوا اسپر آپ معترض ہیں لیکن یہی اعتراض آپ پر پڑتا ہے کیونکہ بقول آپکے ہم نے تسلیم کر لیا کہ پہلے مجددین بھی نبی تھے اور مسیح موعودؑ بھی۔ لیکن کم از کم یہ تو آپ مانتے ہیں کہ حضرت صاحب سب سے افضل تھے اب بتائیے کہ وہ بڑائی اور فضیلت جو مسیح موعودؑ کو دوسرے مجددین پر حاصل ہوئی وہ کس وجہ سے تھی؟ صاف ظاہر ہے اتباع کامل کی وجہ سے۔ پس جس اتباع کامل کی وجہ سے یہ فوقیت مجددین پر حاصل ہوئی وہ اتباع کامل (آپ کو بھی ماننا پڑیگا) کہ پہلے تیرہ سو برس میں کسی نے نہیں کی۔ اس طرح جو اعتراض آپ ہم پر کرتے ہیں وہی آپ پر پڑتا ہے۔ یعنی یہ کہ جس درجہ کی اتباع مسیح موعودؑ نے کی اس درجہ کی اتباع اُمّت محمدیہ کے تمام اولیاء نہ کر سکے اور سب اس اتباع میں ناقص ٹھہرے فما ھو جوابکم فھو جوابنا

فرق صرف یہ ہے کہ ہم اتباع کامل کا نتیجہ نبوّت سمجھتے ہیں جو اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی اور آپ اس کا نتیجہ وہ فوقیت و برتری سمجھتے ہیں جو اور کسی مجدد کو حاصل نہیں ہوئی۔

(۳) محمد رسول اللہ صلعم کو جو قرب الٰہی حاصل تھا وہ اور کسی نبی کو حاصل ہوا نہیں ظاہر ہے کہ قرب الٰہی آنحضرت صلعم کی کمال عبودیت کا نتیجہ ہے اور چونکہ کوئی نبی بھی آپکے قرب تک نہیں پہنچا اسلیئے ماننا پڑے گا کہ کوئی نبی بھی فرمانبرداری کے اس درجہ تک نہیں پہنچا۔ جس کا نتیجہ وہ بے نظیر قرب الٰہی ہے جو رسول اللہ صلعم کو ملا۔ پس اس طرح پر آپکے لفظوں میں یہ معنے ہونگے کہ اور تمام نبی فرمانبرداری کے ناقص درجے تک پہنچے تھے۔

(۴) مسیح موعود فرماتے ہیں کثرت امور غیبیہ کا اظہار شرط نبوّت ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ شرط پہلے اولیاء و صلحاء میں نہیں پائی جاتی اور مجھ میں پائی جاتی ہے اب جبکہ یہ انعام بقول حضرت صاحب رسول اللہ صلعم کی کامل اتباع کا نتیجہ ہے تو حضرت صاحب کے لفظوں میں یہ ثابت ہو گیا کہ پہلے مجددین نے وہ اتباع نہیں کی جس کا نتیجہ اس حد تک کثرت اظہار امور غیبیہ ہوتا۔

(۵) مکالمہ مخاطبہ قرب الٰہی کا نشان ہے ظاہر ہے کہ جو مکالمہ مخاطبہ مسیح موعودؑ سے ہوا وہ صحابہؓ و خلفاء راشدین میں سے کسی سے نہیں ہوا۔ تو کیا اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ انکو وہ قرب الٰہی حاصل نہیں تھا جو مسیح موعودؑ کو دیا گیا۔

(۶) اتباع کامل نسبتی امر ہے یعنی مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں دیگر اولیاء و صلحاء کا اتباع ناقص ہے ورنہ اپنے اپنے احاطہ استعداد میں کئی کامل گذرے ہیں۔

(۷) اکملت لکم دینکم قرآن مجید کے حق میں نازل ہوا اس سے ثابت ہوا کہ جسقدر پہلے کتابیں تھیں وہ ناقص تھیں۔ اب اگر انکو بمقابلہ قرآن مجید ناقص کہنے سے ان انبیاءؑ اور ان کتب کی ہتک نہیں ہوتی تو پھر یہ کہنے سے کہ اور اولیاء و خلفاء اتباع کے اس درجہ کو نہیں پہنچے جسکو مسیح موعودؑ پہنچے انکی ہتک نہیں۔

(۸) اور یہ کہنا کہ اتباع کامل سے نبوّت پانے کا عقیدہ رکھنے سے یہ مطلب ہے کہ نبوّت اکتسابی امر ہے غلط ہے کیونکہ ہمارے نزدیک اتباع کامل موجب نبوّت نہیں بلکہ شرط نبوّت ہے جیسا کہ نبوّت سے پہلی زندگی کا بے عیب ہونا موجب نبوت نہیں ہاں شرط نبوّت ہے یعنی جو نبی ہوگا اسکے لیئے ضروری ہے کہ اسکی زندگی بے عیب ہو اسی طرح اُمّت محمدیہ میں جو نبی ہوگا اسکے لیئے اتباع کامل علّت نہیں بلکہ شرط ہے جیسا کہ دیسرائے کے لیئے شرط ہے کہ وہ رعایا میں سے ہو لیکن رعایا میں سے ہونا دیسرائے ہونے کی علّت نہیں۔ پس نبوّت اب بھی ہے کسبی نہیں ہاں یہ موہبت چند شرائط پر مبنی ہے جیسا کہ پہلے نبیوں میں ضرورت[1] زمانہ مدعی نبوّت[2] کی زندگی کا بے عیب ہونا۔ اصلاح[3] خلق قوّت[4] قدسیہ کی استعداد رکھنا ادنیٰ[5] قوم میں سے نہ ہونا شرائط ہیں۔

پھر مولویصاحب نے لم یسبق کی حدیث پیش کی ہے۔ اس کا جواب خطبہ جمعہ حضرت[1] خلیفہ ثانی اور فاضل[2] اسحٰق[3] کے مضمون میں پڑھیئے۔ یہاں صرف اتنا لکھدیا جاتا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے خود اسکے معنے کیئے ہیں لم یسبق من انواع النبوّۃ الا نوع واحد۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جنس کے ماتحت جسقدر انواع ہوں ہر نوع پر اس جنس کا نام کلی طور پر صادق آئے گا۔ پس جب نبوت جنس ہے اور اسکی انواع میں سے ایک نوع مبشرات ہیں تو مبشرات پر نبوت کا اطلاق دیسا ہی ہے جیسا کہ خود جنس کے لیئے جنس کا نام۔ صحیح ہے۔

پھر حضرت صاحب کا ایک حوالہ مواہب الرحمٰن سے پیش کر کے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ نبوّت بند ہو چکی ہے کیونکہ شریعت کامل ہو چکی۔

---

[1] خاتم النبیین کے معنے الاستفتاء ضمیمہ حقیقۃ الوحی میں پڑھو جسپر کمالات نبوّت ختم ہوں۔

[1] ضرورت زمانہ مدعی نبوّت کی زندگی کا بے عیب ہونا۔ اصلاح خلق قوّت قدسیہ کی استعداد رکھنا ادنیٰ قوم میں سے نہ ہونا شرائط ہیں۔

[1] دیکھو الفضل میں [2] الگانی ردّ میں

مگر یہ مولوی محمد علیصاحب کے قصور فہم کا نتیجہ ہے۔ حضرت صاحب لیسوا النبیین فی الحقیقۃ سے پہلے فرما چکے ہیں (۱) لا نبی بعدہٗ الا الذی ربی من فیضہ واظہرہٗ وعدہٗ یعنی آپکے فیض سے مُربّی نبی آسکتا ہے چنانچہ وعدہ کے مطابق وہ بھی آچکا۔

اسکے بعد عام اولیاء کا ذکر کیا ہے۔ جن کی نسبت حضرت اقدسؑ نے حقیقۃ الوحی میں بھی لکھدیا کہ وہ نبی نام پانے کے مستحق نہیں کیونکہ انمیں ایک شرط نبوّت مفقود ہے۔

(۳) پھر یہاں فی الحقیقۃ فرمایا ہے اور حقیقی نبی حضرت اقدسؑ کی اصطلاح میں نبوّت تشریعی و نبوّت مستقلہ ہے اور یہ ہم بھی مانتے ہیں کہ صاحبِ شریعت و براہِ راست نبی آنحضرت صلعم کے بعد (حضرت صاحب کی اصطلاح کے لحاظ سے) کوئی نہیں ہوا۔

(۴) شہادۃ القرآن صفحہ ۴۳ میں حضرت اقدسؑ نے لکھا ہے کہ بنی اسرائیل میں صدہا نبی ایسے ہوئے جو شریعت نہیں لائے بلکہ صرف توریت پر عملدرآمد کرانا ان کا کام تھا احکام میں بھی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں کی۔ پس جب نبی کے لیئے شریعت کا لانا شرط نبوّت نہیں تو ماننا پڑا۔ کہ یہاں جن اولیاء کے بارے میں لیسوا نبیین فی الحقیقۃ فرمایا وہ صاحبِ شریعت انبیاءؑ ہیں نہ کہ غیر تشریعی۔

(۵) مولوی محمد علیصاحب اس اعتراض میں یہ کہہ رہے ہیں کہ شریعت لانا نبی کا کام ہوتا ہے مگر حضرت صاحب فرماتے ہیں۔ دیکھو براہین حصّہ پنجم صفحہ ۱۳۸) شریعت کا لانا نبی کے لیئے ضروری نہیں اور ایک غلطی کے ازالہ میں فرمایا **نبی کا شارع ہونا شرط نہیں**۔ پس جو بات کسی چیز کے لیئے ضروری نہیں وہ اسکی تعریف میں کس طرح داخل ہو سکتی ہے۔

(۶) مولوی محمد علیصاحب لکھتے ہیں کہ تکمیل شریعت کی غرض سے انبیاءؑ آتے رہے۔ چونکہ شریعت مکمّل ہوگئی ہے اس لیئے نبی نہیں آئینگے۔ مگر حضرت صاحب کے نزدیک نبیوں کے آنیکی صرف یہی غرض نہیں جیسا کہ شہادت القرآن صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں :-

"بعد توریت کے صدہا نبی بنی اسرائیل میں سے ایسے آئے کہ کوئی نئی کتاب انکے ساتھ نہیں تھی بلکہ ان انبیاءؑ کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا انکے موجودہ زمانے میں جو لوگ تعلیم توریت سے دُور پڑ گئے ہوں پھر انکو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں"

اس حوالہ سے مولوی محمد علی کی تحریر کی بالکل تردید ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ انبیاءؑ کی بعثت کی غرض شریعت لانا نہیں بلکہ وہ شریعت سابقہ کی تعلیم سے دُور پڑے ہوؤں کو اس تعلیم پر قائم کرنے اور چلانے کے لیئے آتے ہیں۔ پس جس طرح صدہا نبی بنی اسرائیل میں صرف توریت کی طرف متوجہ کرنیکے لیئے آئے کیا قرآن مجید کی طرف متوجہ کرنے کے لیئے کسی نبی کا آنا ممنوع ہے؟

(۷) محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت کی غرض صرف تکمیل شریعت نہیں بلکہ تکمیل اشاعت ہدایت اور لیظہرہٗ علی الدین کلہ بھی ہے پس اسکے لیئے بھی ایک رسول کی بعثت ضروری ہے۔ ع اکمل کو خوب جانتے پہچانتے ہو تم۔

خلیفہ ثانی کے درس حدیث میں سے بعض لطیف باتیں

باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاھم صالحاً

۱- حضرت صالح قوم ثمود میں مبعوث ہوئے آپ کا نشان ایک اونٹنی تھی۔ ان لوگوں نے کسی ایسے شخص کو تلاش کیا۔ جو اونٹنی کا کام تمام کردے۔ ایک آدمی نے دعویٰ کیا کہ ہاں میں ایسا کرونگا۔ ذو عزّ۔ فرمایا یعنی اہل الرائے معلوم ہوتا ہے۔ اہل الرائے کملانے والے فساد ہی دلواتے رہے ہیں۔ صحابہؓ کا ایمان دیکھو نبی کریمؐ نے فرمایا کابی زمعۃ وہ آدمی ابی زمعہ جیسا تھا۔ تو حالانکہ اس حدیث کا راوی اس کا بیٹا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اس حدیث کو چھپاتا نہیں۔ بیان کردیتا ہے۔

۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سرزمین میں ٹھہرنے سے منع فرمایا جہاں وہ قوم ہلاک ہوئی۔ کیا شان انبیاءؑ ہے اور کیسی احتیاط ہے ایک قوم ہے جسے تباہ ہوئے کئی مدتیں گذر چکی ہیں مگر چونکہ وہ عذاب سے ہلاک ہوئی۔ اس لیئے آپ نے یہ بھی پسند نہ فرمایا کہ وہاں تھوڑی دیر کے لیئے ٹھہریں۔ یا وہاں کے پانی ہی کو استعمال کریں۔ بلکہ آپنے ارشاد فرمایا اگر کسی نے آٹا اس پانی سے گوندھ لیا ہے تو وہ اس آٹے کو گرادے۔ دیکھو کس طریق پر خشیۃ اللہ لوگوں کے دلوں میں بٹھلائی ہے۔ آجکل کے لوگ تو مطلقاً پروا نہیں کرتے انبیاءؑ کوئی موقعہ وعظ و پند کا ہاتھ سے جانے نہیں دیتے کیونکہ وہ یہی چاہتے ہیں کہ جس طرح ہو لوگوں کے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا ہو۔

۳- حدیث ابراہیم بن منذر:-

جو چیز خود اس چیز والے کو سکھ نہ پہنچائے دوسروں کو کیا پہنچائے گی حضرت خلیفۃ اولؓ نے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے ارتداد کی خبر سُنکر اس کی طبی کتابیں بھی واپس کردیں۔ حالانکہ ان میں کوئی نقصان دین نہ تھا۔

۴- حدیث اسحٰق بن المنصور۔

بعض لوگ اپنی اولاد کی پروا نہیں کرتے۔ مگر انبیاءؑ کے حال پر غور کرو وہ کس طرح اپنے اندر یہ تڑپ رکھتے ہیں کہ تمام جہان نیک ہو۔ پھر اولاد کے لیئے خاصکر وہ دعائیں کرتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعے تمام جہان میں نیکی پھیلنے کی اُمید واثق ہوتی ہے۔

۵- حدیث ابو الیمان۔

میرا یہ یقین ہے کہ انبیاء کبھی کسی کے لیئے بددعا نہیں کیا کرتے وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت کام کیا کرتے ہیں۔ بددعا کے لیئے جب تک اجازت نہ ملے بددعا نہیں کرتے خواہ لوگ کیسے کیسے دُکھ انہیں پہنچائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کسی کے لیئے بددعا کرنی چاہی تھی مگر آپ روک دیئے گئے۔ یہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ بعض دفعہ کسی آدمی کیلیئے ہدایت مقدر ہوتی ہے پس اگر ایسے انبیاءؑ بددعا کریں تو وہ ہلاک ہوجائے۔ حالانکہ اسے مہلت ملتی تو وہ ہدایت پالیتا جس شخص کی شقاوت حد کو پہنچ جائے اور وہ ہدایت پانیکے قابل نہ رہے اسکے لیئے بددعا کی اجازت ہوتی ہے حضرت مسیح موعودؑ نے بھی باوجود لوگوں کی شرارتوں کے کسی کے لیئے بغیر اذن کے بددعا نہیں فرمائی۔

۶- حدیث ابراہیم بن موسیٰ۔

کے معنے پتلا آدمی ہیں تلوار سے مشابہت دی ہے جس طرح وہ کاٹتی ہے اسی طرح پتلا دُبلا آدمی۔ آجکل لوگ خلیفہ پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ پتلا سا ہے۔ اور خلیفہ **موٹا** ہونا چاہیئے دیکھو نبی کریم صلعم فرماتے ہیں کہ موسیٰؑ کو میں نے دیکھا وہ پتلا دُبلا آدمی تھا یعنی باوجود نبی ہونے کے آپ موٹے نہیں تھے تو خلیفہ کے لیئے یہ شرط کہاں سے آگئی کہ وہ موٹا ہونا چاہیئے۔

KHILAFAT LIBRARY

۷- باب احب الصلوٰۃ الی اللہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی طریق تھا کہ آپ کچھ رات تک عبادت کرتے۔ کچھ رات سوجاتے۔ تعجب ہے بعض لوگ اپنے پیروں کو یہاں تک بڑھا دیتے ہیں۔ کہ وہ تو اتنے سال سوئے ہی نہیں۔ یہ ایک جھوٹا الزام ہے جو ان بزرگوں کے ذمے لگایا جاتا ہے نبی کریم صلعم نے ایسا کبھی نہیں کیا تو ان کے متبعین کیوں ایسا کرنے لگے تھے۔

ظہور المھدی

جسمیں ان تمام عقائد کو بالدلائل لکھا گیا ہے جو ایک احمدی کو رکھنے چاہئیں ۱۰- اکتوبر تک قیمت بجائے دو روپے کے عہ رہے ہے۔ جو صاحب چاہیں منگوالیں۔

المکمل - قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پانچ باتیں ہماری جماعت کے کام کی

(از خاکسار فرید آبادی خادم الفضل)

جو مرغ امرذی بالی زآغاز ❊ نہ از نیرو ے حمد آید بہ پرواز
بہ مطلب نارسیدہ پر بریزد ❊ فتدزیں سان کہ دیگر برنہ خیزد

الحمد للہ کہ اعلیٰ حضرت فضل عمرؓ - امام اولوالعزم - خلیفۂ برحق ایدہ اللہ بنصرہ کے مبارک عہد میں ہماری جماعت کا ایک اور شاندار اخبار جاری ہوا جو انشاء اللہ بدر و الحق کے نقصانوں کی تلافی کرنے والا اور سلسلہ عالیہ کے حق میں اپنی قیمتی خدمات کے سبب بہت سی برکات کا موجب ہوگا - برادرانِ دینی کو چاہیئے کہ اس کے اجراء پر خدائے تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور اسکی کامیابی کے لیئے بڑے اخلاص سے دعائیں مانگیں کیونکہ اسکے رستہ میں چند در چند مشکلات درپیش تھیں اور اسباب ظاہری کے نظر کرتے فی الحال پرچہ کا نکلنا اک امر محال معلوم ہوتا تھا لیکن حضرت اقدس کی دعاؤں سے خدا کے فضل نے خارق عادت طور پر تمام موانع دور کر دیئے فالحمد للہ علیٰ ذالک -

دنیا سے نرالا مقصد (۱)

عام طور پر مطالعۂ اخبارات کی غرض و غایت یہ دیکھی جاتی ہے کہ واقعات عالم سے آگاہی حاصل کرلی - کچھ وقت علمی مشغلہ میں گذر گیا - کچھ تبادلۂ خیالات امور ملکی و قومی میں ہوگیا اور بس - لیکن احمدی جماعت ہی اسوقت بفضلِ خدا جہان بھر میں ایک ایسی قوم ہے جس کا نصب العین سب سے اعلیٰ اور بالاتر ہے - وہ کیا؟ دین الحق کی خدمت و اشاعت - پس اس کے اخبار نویسوں اور اخبار بینوں کا فرض ہوا کہ جو کچھ بھی اخباروں یا رسالوں بلکہ نیز کتابوں میں لکھیں یا پڑھیں وہ کسی پہلو سے اغراض دنیوی پر مبنی نہ ہو - ہر احمدی کو خدا کے فضل سے معلوم ہوگا کہ پریس جو اسوقت دنیا میں ایک زبردست طاقت مانی گئی ہے حتیٰ کہ بڑی بڑی جلال و جبروت والی سلطنتوں میں انقلاب عظیم برپا کر دینا تک اسی قوت کے بائیں ہاتھ کا کرتب مانا گیا ہے یہ بموجب ارشاد باری تعالیٰ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ - مسیح موعودؑ کا ایک نشان ہے اور اسکے مبارک مشن کو مدد دینے والا ضروری سامان - لہٰذا جو کوئی بھی احمدی ہو کر اس نعمت کی بیقدری یا اس کا بے جا استعمال کریگا اندیشہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کے حضور مستوجب مواخذہ ٹھہرے - مولیٰ کریم ہمیں غلط راہوں پر چلنے سے بچائے - آمین

ہماری تفریح (۲)

تعلیم یافتہ لوگ تہذیب مغرب کی تقلید میں اپنے دماغ کو تازہ دم کرنیکی خاطر Light Litrature یعنی ادبیات کے اس حصہ کو ڈھونڈا کرتے ہیں جسمیں دل آویز تخیلات فرضی فسانے اور حسن و عشق کے ڈکھڑے - خوبصورت الفاظ اور برجستہ پیرایہ میں بیان کیئے گئے ہوں - چنانچہ شاعرانہ بلند پروازیاں - ناول نگاروں اور ڈرامانویسوں کی جدت طرازیاں وغیرہ وغیرہ اسی ذیل میں شامل ہیں - خدا جانے کتنے ایک خوش فکر ناظموں اور جادو نگار ناثروں کے پھر انکے رشحات قلم کی قدر کرنیوالوں کے اوقاتِ عزیز اور قوائے دماغی و جسمانی مع بے شمار دولت کے اس دیوی کی بھینٹ چڑھتے ہونگے جسے تفریح و تفنن طبع کہتے ہیں - لیکن الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ خدا کی کروڑوں بلکہ اربوں مخلوق میں آج چند لاکھ کی جماعت ایسی بھی ہے جسکے دماغ اور طبائع جفاکشی و مشقت کے کاموں کو انجام دینے کے بعد بھی ایسے لغو مشاغل کے محتاج نہیں جن کا مال کار خسر الدنیا والاخرۃ کے سوا کچھ نہ ہو - انکے اجسام و ارواح کو تازگی و سرور محض اس ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے کہ کوئی بات دین حق کا بول بالا کرنیوالی پڑھیں سنیں اور سنائیں - کلام پاک رحمٰن کا چرچا اس کے حقائق و معارف اور رموز و نکات معلوم کرنے یا کرانے کا شوق ہی انکا ذریعہ تفریح ہے اور وہی انکا لٹریچر - سلسلہ حقہ کے دشمن بھی اس بات کو مانتے ہیں مگر افسوس اتنا نہیں سوچتے کہ کیا گمراہوں کے یہی ڈھنگ ہوتے ہیں؟ -

خود کنی و خود کنانی کار را (۳)

ہزارہا برگزیدوں کا تجربہ ہے کہ جو خدا کا ہو رہے خدا بھی اس کا ہو جاتا ہے - من کان للہ کان اللہ لہ - واللہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور جس کا جی چاہے خود آزما کر دیکھ لے کہ جب کوئی انسان اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ دین اللہ کی کسی خدمت کا بیڑا اٹھائے خدائے تعالیٰ آپ اسکا حامی و مددگار ہوتا اور اسکے بوجھوں کو حیرتناک طریقوں سے ہلکا کر دیتا ہے (ع از کرم بر داشتی ہر بار ما) لاکھ اسکے قوائے جسمانی و دماغی اور سارے اسباب ظاہری اسے دنیا کی نگاہوں میں Unfit قرار دیتے ہوں مگر خالقِ فطرت صاحب قدرت ہے وہ خود اسکی طاقتوں اور جوارح کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ خدمتِ دین میں اچھے اچھے قوی الجثہ اور لائق و فائق اشخاص کے دوش بدوش چل سکے - پس تم یہ ہرگز نہ سمجھو کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے بلکہ اس فکر میں رہو کہ ہمیں کیا کیا کرنا ہے کیونکہ کام زیادہ ہے کرنیوالے تھوڑے اور مہلت کم - کون کہہ سکتا ہے کہ کل کیا ہوگا - ہم میں سے بہتیرے کل تھے مگر آج اس دنیا میں نہیں ہیں - اور نہیں معلوم آنیوالی کل کن کن کو ہم سے چھین لیگی - انا للہ وانا الیہ راجعون - پھر کیوں نہ مالک کے حضور جانے سے قبل اُن کاموں کا سوجھا کریں جنکی بابت ہم سے پوچھ ہونی ہے -

فرض شناس ہی حقیقی اور زندہ انسان ہے (۴)

یارو - تمھیں دل لگی - ہنسی مذاق اور باتیں بنانے کے لیئے وقت کہاں سے ملجاتا ہے - کیا تم کو یقین ہے کہ اسکے بغیر زندگی معرض خطر میں پڑ جائیگی یا بدون اسکے تمھارا کھانا ہضم نہیں ہوتا - اسلیئے ضروری فرائض کا حرج کرکے بھی تم اس کے واسطے جس طرح ہو سکے فرصت نکال ہی لیتے ہو؟ - جو فرد واحد اسوقت دنیا بھر کی کروڑوں مخلوق میں سے خدا نے اپنے کام کے واسطے چنا ہے اسے تو ہم نے کبھی لغویات میں وقت گذاری کرتے نہیں دیکھا - مقتدی تو امام کے تابع ہوا کرتے ہیں - تم کس منہ سے اسکو اپنا امام کہتے ہو اگر اسکی پیروی کی پروا نہیں کرتے - تعجب ہے کہ جس قوم میں خدا کا مامور مبعوث ہوا اور اس بات کا احساس پیدا کر گیا کہ ؎

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید ❊ دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اور جسکی نیم شبی دعاؤں کا مفہوم ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ ؎

اے خدا زود آ - و برما آب نصرت ہا ببار ❊ یا مرا بردار یا رب ہیں مقام آتشین

اُسے کیونکر دن رات کے کسی حصہ میں اپنی فرض سے غافل ہکر چین پڑ سکتا ہے؟ - پس اے دوستو! کچھ پروا نہیں اگر لوگ تمھیں مردہ دل کا یا کوئی اس سے بھی بدتر خطاب دیں مگر تم اپنی فرض شناسی - جفاکشی اور مستعدی سے ثابت کر دکھلاؤ کہ آدمی مسلسل کام اور محنت میں لگا رہکر بلا مشاغل تفریح کے بھی زندہ رہ سکتا ہے - رات کا آرام اور پنجوقتہ نمازوں میں پاکیزہ تبادلۂ شغل ہی تمھاری بقائے حیات و قیام صحت کے واسطے انشاء اللہ کافی ثابت ہوگا مگر اخلاص و اعتقاد شرط ہے - اور صحیح معنوں میں پورے تندرست تو فی زمانہ حفظان صحت کا اہتمام خاص کرنیوالے بھی شاید دو چار ہی فیصدی بمشکل نکلیں -

احمدی لازمۂ زندگی (۵)

دنیا میں رہنا ہے تو زراعت تجارت ملازمت وغیرہ وغیرہ آخر سبھی کام کرنے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمام جماعت محض مبلغ بنکر اور تمام کاروبار چھوڑ بیٹھے مگر جب تک مسیح موعودؑ کا پیغام دنیا کے کناروں تک نہ پہنچ لے ضرورت اس بات کی ہے کہ جماعت کے ہر فرد کو دعوت الی الخیر کی دھن لگی رہے - اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ اپنے اپنے دیگر فرائض کے ساتھ ہی اس مبارک فرض (تبلیغ) کو بھی نہ بھولیں پس تم اپنا کام برابر کیئے جاؤ - خدا کا کام خدا پر چھوڑ دو - وہ تمھاری مشکلیں سب آسان کر دیگا - تمھیں مشکل اُسے مشکل نہیں ہے ❊

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس کو غور سے ملاحظہ فرماؤ

اخبار الحق کے بند کرنیکے بعد دارالامان میں ہجرت کرکے میرا آنا میرے لیئے ایک فضل عظیم تھا۔ پھر یہاں پہنچکر ایک ہفتہ وار اخبار کا جاری کرنا جو بدر و الحق کا قائم مقام اور نعم البدل ہو ترقی پر ترقی کا باعث ہوا جب منظوری کیلئے ضلع ہذا میں درخواست دیگئی تو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر نے ایکہزار کی ضمانت پر اجرائے اخبار کی اجازت عطا فرمائی۔ دارالامان کے اخبارات چونکہ ضمانت سے بری تھے کوشش کیگئی کہ یہ جدید پرچہ بھی زیر ضمانت نہ ہو۔ لیکن کوئی کوشش مفید ثابت نہ ہوئی۔ مایوس ہوکر بحضور حضرت فضل عمر ایدہ اللہ دعا کی التجا کی حضور پُرنور نے دعا فرمائی اور خاص توجہ سے فرمائی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا کے فضل سے ضمانت نصف کر دیگئی۔ یعنی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے جبکہ ہر ایک درخواست معافی دکمی ضمانت کو نامنظور فرمایا تو بحکم حضرت امیر المومنین ایک عریضہ بوساطت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب موصوف بحضور لاٹ صاحب پنجاب بغرض کمی رقم ضمانت بھیجا گیا جہاں سے معمول عادت طریق پر ارجنٹ حکم صادر ہوا کہ یہ تمہاری درخواست منظور ہے نصف ضمانت مبلغ پانصد روپیہ کی داخل کرو۔ اس نشان صداقت خلیفۃ المسیح ثانی کو ہم سب نے دیکھکر اپنے ایمان کو ایسا تازہ کیا جس کا اندازہ مجھے اور سب حاضرین دارالامان کو ہی ہوسکتا ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس رحم و فضل پر میں اپنے القادر المحی القیوم خدا کا ہر موئے تن سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ساتھ ہی مسٹر واٹسن صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کا تہ دل سے شاکر ہوں جنہوں نے اپنی خاص مہربانی سے میری درخواست کو لاٹ صاحب کے حضور میں بھیجدیا اور تمام احمدیہ جماعت کی طرف سے حضور لاٹ صاحب پنجاب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے جنہوں نے نہایت عادلانہ رحیمانہ طرز سے فاروق کی ضمانت نصف کردی۔ تم الحمد للہ

مضامین و پروگرام

ضمانت داخل کرنیکے بعد یہ پہلا پرچہ ناظرین کے پاس ارسال کیا جاتا ہے۔ اس کے مضامین کے متعلق کہ آیندہ کس قسم کے مفید ہونگے اللہ تعالیٰ کی توفیق پر بھروسہ کرکے اور حضرت فاروق ثانی فضل عمر قادیانی ایدہ اللہ کی دعاؤں کی امید پر یقین رکھکر وعدہ کیا جاتا ہے کہ مقدور بھر کوشش ہوگی کہ اسکے مضامین ہمیشہ مفید۔ اور دلچسپ اور احمدیت کا حق ادا کرنے والے صداقت سے پُر ہوتے رہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کی ضروری خبریں مخالفین اندرونی اور بیرونی کے اعتراضات کے جوابات متانت اور تہذیب و نرمی سے مگر زوردار الفاظ اور مضبوط دلائل سے دیئے جایا کریں۔ تختگاہ خلافت کی خبریں دربار اولوالعزم کی حتی الوسع مکمل ڈائری ہر ہفتہ احباب کے سامنے اس طرز سے پیش ہوا کرے گویا وہ قادیان میں ہی بیٹھے دیکھ سُن رہے ہیں۔ اخبارات عالم بھی درج ہوں۔ پہلے صفحہ ٹائیٹل پر احمدیوں کے وہ عقائد ہمیشہ درج ہوا کرینگے جو حقیقی احمدیت کا آئینہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی سے توفیق چاہتا ہوں کہ وہ اس پرچہ کو نافع الناس بنادے آمین

اخبار کا نام

اس کا نام فاروق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے منظور فرمایا ہے۔ لاہور سے بھی ایک پرچہ روزانہ الفاروق نام سے جاری کرنیکا اعلان ہوا تھا جو مشترکہ سرمایہ سے نکلنے والا تھا۔ مگر نہ معلوم کیوں وہ پرچہ جاری نہیں ہوا۔ پس جملہ ناظرین کی اطلاع کے لیئے لکھا جاتا ہے کہ یہ وہ الفاروق نہیں ہے جس کا لاہور سے نکلنا تجویز ہوا تھا۔ بلکہ یہ فاروق ہے اور کسی کے چندہ مشترکہ سے یا شراکت سے یہ اخبار جاری نہیں کیا جاتا۔ فاروق بلاشرکت غیرے اس عاجز قاسم کا ہی پرچہ ہے اور یہی عاجز اس کا پروپرائیٹر ہے۔ کسی دوسرے فرد واحد کو اس سے کسی قسم کا مالکانہ یا مشترکانہ تعلق نہیں ہے یہ اس لیئے عرض کردیا ہے کہ الفاروق لاہور میں چندہ دینے والے دوست اسکو لاہور والا الفاروق مشترکہ سرمایہ سے جاری ہونیوالا سمجھکر کہیں غلطی میں نہ پڑیں۔

سائز اخبار و قیمت سالانہ

یہ اسی نمونہ کے سائز پر ۱۲ صفحہ کا ہر جمعرات کو قادیان سے انشاء اللہ شائع ہوگا۔

قیمت سالانہ ہندوستان کے اندر تین روپیہ ہندوستان سے باہر پانچ روپیہ اور خاص دارالامان کے لیئے سوا دو روپیہ سالانہ ہے۔ جس میں یہ رعایتیں ہیں کہ جو خریدار یکمشت سالانہ چندہ ادا نہ کرسکیں اُنکی سہولت کے لیئے تین اقساط میں ایک ایک روپیہ کرکے چندہ وصول کیا جائے گا۔ یعنی ہر چہار ماہ کا ایک روپیہ چندہ پیشگی لیا جائے گا۔ گویا تین روپیہ سالانہ چندہ چار چار ماہ کا تین مرتبہ باقساط لیا جائے گا۔ یہ رعایت عام ہے جو صاحب اس سے فائدہ اُٹھانا چاہیں وہ کارڈ کے ذریعہ اطلاع دیں تاکہ اُنکے نام چار ماہ کے لیئے صرف ایک روپیہ کا وی پی کیا جائے۔ اس سے یہی غرض ہے کہ اگر کسی دوست کو پرچہ پسند نہ ہو تو وہ آیندہ چار ماہ کیلئے نہ خریدیں صرف ایک روپیہ خرچ کرکے اخبار کے مفید یا غیر مفید ہونے کا اندازہ کرلیں۔

یہ نمونہ کا پرچہ ہے جو بغرض منظوری ڈاکخانہ جلد طبع کرایا گیا ہے اس لیئے اس میں ڈائری اور تختگاہ خلافت وغیرہ خبروں کا اندراج نہیں کیا کیونکہ اس پرچہ میں وہ تمام خبریں پرانی ہوچکی ہیں۔ آیندہ انشاء اللہ دربار اولوالعزم و تختگاہ خلافت کے عنوان کے نیچے آپ بہت کچھ ملاحظہ فرمایا کرینگے۔ اس نمونہ کے بعد دوسرا پرچہ بھی اسی طرح ارسال ہوگا اور تیسرا انشاء اللہ وی پی کیا جائے گا پس جن احباب کو اس کی خریداری منظور نہ ہو وہ بجائے اپنا کارڈ لکھنے کے دوسرا پرچہ جب اُن کے نام آوے وہ اُسی کو واپس کردیں اس سے سمجھ لیا جائے گا کہ وہ اخبار خریدنا نہیں چاہتے۔ یہ اس لیئے کہا جاتا ہے کہ کارڈ لکھنا بعض احباب کو گوارا نہیں ہوتا۔ اخبار واپس کرنا ہی اُنکے انکار کی دلیل اور کارڈ کا قائم مقام ہوجائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ فاروق کے لیئے احباب خریدار بہم پہنچانے میں اپنی پوری ہمت صرف کرینگے کیونکہ ایک روپیہ چار ماہ کے لیئے دیدینا کچھ بڑی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس طرف متوجہ کرے۔ آمین۔

تازہ خبرین

(۱) مغربی رزمگاہ میں فرانسیسیوں کی ترقی جاری رہی اور مشرقی رزمگاہ میں روسی اپنے مورچوں پر قائم رہے۔ (۲) روسیوں نے ۲۸۔ ستمبر کو بمقام لزک خالی کردیا۔ (۳) شمال مشرقی گلیشیہ میں روسی آسٹروی سپاہ کو پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ (۴) گذشتہ ہفتہ میں ہماری ہوابازوں نے نہایت سرگرمی دکھائی۔ اور ۱۷ ہوائی معرکے وقوع میں آئے۔ متخاصم رقبہ میں ریلوں پر حملہ کیا گیا۔ اور پندرہ مختلف مقامات پر بڑی لائنوں کو نقصان پہنچایا۔ (۵) فرانسیسیوں نے سوشیز میں ایک جنگل کے قریب جہاں جرمن ہٹ کر چلے گئے تھے جرمن خندقوں کے نیچے ۱۲ ہزار پونڈ بارود اُڑائی۔ (۶) نیواورلینز میں شدید طوفان :۔ نیویارک یکم اکتوبر نیواورلینز میں ہولناک طوفان آیا جس سے کئی عمارتیں اور گرجا گھر تباہ ہوگئے۔ اور بمشکل کوئی کھڑکی ٹوٹنے سے بچی۔ اس طوفان کی رفتار ۱۰۰ میل فی گھنٹہ تھی۔ (۷) لندن ۳۰۔ ستمبر امریکن جہاز ڈنسنٹ جلکر تباہ ہوگیا ہے۔ (۸) لندن ۳۰۔ ستمبر پٹروگراڈ کا ایک تار مظہر ہے کہ "کونسل آف امپائر" میں پہلے یہودی ممبر کا تقرر ہوا ہے (۹) نیویارک یکم اکتوبر۔ ہونولولو اور امریکہ کے مابین ۴۶۰۰ میل کے فاصلہ

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر شائع کیا